بقیع
348
Regd. # MC-1177

العُروَہ فی مناسکِ الحجّ والعُمرَہ

فتاویٰ حج وعمرہ

حصّہ 19

مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دار الافتاء جمعیۃ اشاعۃ اہل السنۃ)

مرتّب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ العالی

جمعیّت اِشاعتِ اہلسُنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

العروة فی مناسك الحج والعمرة

فتاویٰ حج وعمرہ

(حصہ 19)

مصنّف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

(رئیس دارالحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ النُّور)

مُرتب

حضرت علاّمہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب : العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ

فتاویٰ حج وعمرہ(حصہ 19)

تالیف : شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مد ظلہ

پیش لفظ : حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مد ظلہ

سن اشاعت : ذوالقعدۃ ۱۴۴۴ھ / جون ۲۰۲۳

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

فون:021-32439799

خوشخبری : www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	پیش لفظ	5
2	طوافِ عمرہ کے اکثر پھیروں بعد جماع کا حکم	7
3	طوافِ قُدوم کے بعد عمرے کی سعی کرنے کا حکم	10
4	حالتِ اضطباع میں نماز پڑھنے کا حکم	13
5	چند نمازِ طواف جمع کرنے کا حکم	14
6	دو عمروں کی نیت سے احرام باندھنے کا حکم	18
7	دیور کے ساتھ عمرے پر جانے کا حکم	22
8	طوافِ عمرہ سے قبل جماع کا حکم	24
9	دورانِ طواف قرآن پڑھنے کا حکم	27
10	حج وعمرہ کے سفر میں تجارت کا حکم	30
11	بلا احرام میقات تجاوز کرنے کا حکم	36
12	مدینے سے بلا احرام جدّہ آنے کا حکم	38
13	فوت شُدہ کے ذمے واجب دم کا حکم	41
14	بغیر شرط حج یا عمرہ کروں گا کہنے کا حکم	52
15	مکمل طوافِ عمرہ چھوڑنے اور غلط مسئلہ بتانے کا حکم	54
16	سعی کے دو چکر ویل چیئر پر کرنے کا حکم	57
17	عورت کے لئے برقع اور اسکارف اُتار کر قصر کا حکم	60
18	سعی کے چھ چکر بعد حلق اور ایک چکر ترک کا حکم	62

19	عمرے میں سعی کے ایک چکر بعد حلق کا حکم	63
20	دانتوں سے ناخن کاٹنے کا حکم	71
34	ماخذ و مراجع	72

پیش لفظ

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہو گا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اِس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رُجوع کرتے ہیں، مناسکِ حج و عمرہ کی تربیت کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج و عمرہ کے لئے کُتُبِ فقہ خصوصاً مناسکِ حج و عمرہ کا مطالعہ کرتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اس سے عاجز ہوتے ہیں اور ایسی صورت میں بعض تو اپنے قیاس سے مسائل بتا دیتے ہیں حالانکہ مناسکِ حج و عمرہ توقیفی ہیں۔ ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیرِ اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ تربیتِ حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں اسی لئے لوگ حج و عمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دارالافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء کے سفرِ حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء کے سفرِ حج میں اور کچھ کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے۔ اس طرح ہمارے دارالافتاء سے مناسکِ حج و عمرہ اور اس سفر میں پیش آنے والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چھ حصے اس سے قبل شائع کئے جو ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے بعد

کو فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کے وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ حصہ ہفتم ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء میں، پھر حصہ ہشتم ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں شائع کئے گئے اور پھر حصہ نہم میں ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں اور ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء کے فتاویٰ ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء میں شائع کئے۔ اب ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۵ء کہ جس میں مفتی صاحب قبلہ کسی مجبوری کی وجہ سے حج کے لئے نہ جاسکے لیکن لوگ فون پر اور نیٹ پر ان سے یا حاجیوں کے عزیز جو کراچی میں تھے وہ بالمشافہ ان سے رابطہ کر کے مسائل حج معلوم کرتے رہے، آپ نے کچھ جوابات زبانی دیئے اور کچھ تحریر جوابات لکھتے رہے وہ فتاویٰ اور ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۶ء میں دورانِ حج لکھے گئے فتاویٰ کو ترتیب دیا گیا۔ اس طرح دو حصے تیار ہوئے اور دسواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ / جون ۲۰۱۷ء کو شائع ہوا اور گیارہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ / جولائی ۲۰۱۷ء میں ہوا۔ پھر ۲۰۱۷ء اور ۲۰۱۸ء کے سفر حج میں اور کچھ دارالافتاء النور میں مفتی صاحب نے حج وعمرہ کے بارے میں جو فتاویٰ لکھے ان کو جب ترتیب دیا گیا تو تین حصے تیار ہوئے۔

جن میں سے بارہواں حصہ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ / مئی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا، تیرہواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ / جون ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا اور چودہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ / ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا اور پندرہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ / جون ۲۰۲۰ء میں، سولہواں حصہ ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ / جولائی 2020ء میں ،سترہواں حصہ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ / دسمبر ۲۰۲۱ء میں، اٹھارواں حصہ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ / فروری ۲۰۲۳ء میں شائع ہوئے اور اب انیسواں حصہ ذوالقعدۃ ۱۴۴۴ھ / جون ۲۰۲۳ء پر جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۳۴۸ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول کو فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

طوافِ عمرہ کے اکثر پھیروں بعد جماع کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں اپنی زوجہ کے ساتھ عمرے کیلئے آیا ہوں اور ہم دونوں عمرہ مکمل کر کے کمرے میں واپس آگئے اور رات میں قربت بھی اختیار کی پھر صبح معلوم ہوا کہ زوجہ اپنے بالوں کو کاٹنا بھول گئیں تھیں تو آپ اس بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ اب کوئی صدقہ وغیرہ کرنا ہے یا پھر بھول سے یہ سب ہوا ہے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے؟

(سائل: محمد سجاد، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں عمرہ درست ہے مگر زوجہ پر ایک دَم یعنی ایک بکرا یا بکری وغیرہ سرزمینِ حرم پر ذبح کرنا واجب ہے اور بال کاٹنا اب بھی اُن کے ذمہ باقی ہے ورنہ وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد نہیں ہوں گی۔

چنانچہ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں: مَن جامعَ فِی عُمرتِه بعدَ مَا طافَ لَهَا أربعةَ أشواطٍ کانَ علیهِ دَم ویُجزئه مِنه شَاة وأجزأته عمرتُه ولَم یجبْ علیهِ لهَا قضَاء، والمرأة فِی ذلكَ كالرّجلِ. ملخّصا[1]

یعنی، کسی نے طوافِ عمرہ کے چار پھیروں بعد جماع کیا تو اُس پر دَم واجب ہے اور عمرہ صحیح ہے اور اُس پر عمرے کی قضا لازم نہیں، اور اس میں عورت مرد کی مثل ہے۔

اور امام ابو الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ، علامہ شمس الدین

1۔ مختصر الطحاوی، کتاب الحج، باب ذکر الحج، ص ٦٧

احمد بن عبد اللہ بخاری حنفی متوفی ۶۳۰ھ اور امام مظفر الدین ابو العباس احمد بن علی بغدادی حنفی متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں: ومن جامع فی العمرة بعد ما طاف أربعة أشواط فعليه الهدی ولا تفسد عمرتُه. ملخّصًا [واللفظ للقدوری]. [2]

یعنی، کسی نے طوافِ عمرہ کے چار پھیروں بعد جماع کیا تو اُس پر دَم لازم ہو گا اور عمرہ فاسد نہیں ہو گا۔

اس کے تحت علامہ ابو المعالی بہاء الدین محمد بن احمد حنفی متوفی ۵۹۱ھ لکھتے ہیں: لأنّ أكثرَ أشواطِ الطّوافِ فِی حُكمِ التّحلّلِ كجميعِ الطّوافِ، فكأنّه جامعَ بعدَ تمامِ طوافِه إلّا أنّه لَم يحلقْ فيلزمُه شاة، لأنّه مُحرِم. [3]

یعنی، کیونکہ طواف کے اکثر پھیرے احرام سے باہر آنے کے حکم میں مکمل طواف کی مثل ہیں پس گویا اُس نے طواف پورا کرنے کے بعد جماع کیا مگر یہ کہ اُس نے سر نہیں منڈوایا لہٰذا اُس پر دَم لازم ہو گا کیونکہ حالتِ احرام میں جماع حرام ہے۔

2۔ مختصر القدوری، كتاب الحج، باب جنايات المحرم، ص ۷۲

شرح مختصر الكرخی، كتاب المناسك، باب الجماع فی الحج، ۲/ ۵۸۱-۵۸۲، مطبوعة: مكتبة الإمام الذهبی، الكويت، الطبعة الأولى ۱٤٤۳ھ. ۲۰۲۲م

تلقيح العقول فی فروق المنقول، كتاب الحج، ص ۱۳۸

شرح مجمع البحرين، كتاب الحج، فصل فی الجنايات علی الإحرام، ۳/ ۵۱۲

3۔ زاد الفقها، كتاب الحج، باب الجنايات، ۱/ ۳۰۱

اورامام احمد رضاخان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: عمرہ میں طواف کے چار پھیروں سے پہلے جماع کیا تو عمرہ جاتا رہا دم دے اور عمرہ پھر کرے اور چار کے بعد تو دم دے عمرہ صحیح ہے۔[4]

اور بھول کے سبب جماع کرنے پر بھی حکم ایک ہے۔چنانچہ امام محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی ۱۸۹ھ اور امام ظہیر الدین عبد الرشید ابن عبد الرزاق ولوالجی حنفی متوفی بعد ۵۴۰ھ لکھتے ہیں: حُکم الجِماع فِي الحَج وَالعُمرَة وَاحد إن كَان عَن: نِسيانٍ أو تعمّد أو فِي حَال نومٍ أو بإكراهٍ أو بطوعٍ إلَا فِي الإثمِ-[واللفظ للأوّل][5]

یعنی، حج یاعمرے میں جماع بھولے سے ہو یا قصداً یا سوتے میں یا اکراہ کے ساتھ یا خوشی سے، سب کا حکم گناہ کے علاوہ میں ایک ہے۔

اور حلق یا قصر کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتی ہیں۔چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: شرط خروج از احرام حج وعمرہ حلق ربع سر یا قصر ربع اوست در وقت حلق پس اگر حلق وقصر ننمود بیرون نیاید از احرام اگرچہ بگذرند بروے سالھاۓ بسیار.[6]

4۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، الجنایات، ۱۰/ ۷۶۲

5۔ کتاب الأصل، کتاب المناسك، باب الجماع، ۲/ ۳۹۵

الفتاوی الولوالجیة، کتاب الحج، الفصل الثانی: فیما یلزم وفیما لا یلزم إلی آخره، ۱/ ۲۸۱

6۔ حیات القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل دھم در بیان کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۲

یعنی، حج یا عمرہ کے احرام سے نکلنے کی شرط حلق کے متعین وقت کے اندر چوتھائی سر کا منڈوانا یا قصر کرانا ہے لہٰذا کسی نے نہ سر منڈوایا نہ قصر کرایا تو وہ احرام سے نہیں نکلے گا چاہے برسوں گزر جائیں۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

طوافِ قُدوم کے بعد عمرے کی سعی کرنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی قارن نے طوافِ عمرہ ادا کیا پھر طوافِ قدوم کیا اور درمیان میں عمرہ کی سعی نہ کی، پھر عمرہ کی سعی کی اور اس کے بعد حج کی سعی کی۔ اس قارن کے بارے میں شرعِ مطہرہ میں کیا حکم ہے کیا اس شخص کا عمرہ اور طواف قدوم اور حج کی سعی درست ہو جائے گی یا نہیں اور اس پر کوئی دم یا صدقہ لازم ہو گا یا نہیں؟

(سائل: حسین لاکھانی، بلدیہ ٹاؤن، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسؤلہ میں اُس کے یہ سب افعال درست ہوگئے ہیں اور اُس پر دم یا صدقہ وغیرہ واجب نہیں مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

چنانچہ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ اور امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں: (فإن طافَ طوافينِ لعُمرته وحجّتِه وسَعى سعيَين يُجزِيه) لأنّه أتَى بمَا هُو المستَحقّ عليهِ وقَد أساءَ بتأخيرِ سَعيِ العُمرةِ وتقديمُ طوافِ التّحيةِ عليهِ ولَا يلزمُه شيءٌ.

أمّا عندهُما فظَاهرٌ لأنَّ التَقديمَ والتَّأخيرَ فِي المناسكِ لَا يوجبُ الدّم عندَهما. وعندَه طوافُ التّحيَةِ سُنّة وتَركُه لَا يُوجِب الدّم فتَقديمُه أولَى. والسّعيُ بتأخيرِه بالاشتغَالِ بعملٍ آخرَ لَا يُوجِب الدّم فكَذا بالاشتغالِ بالطّوافِ.[واللفظ للمَرغيانی][7]

یعنی، قارن ایک ساتھ دو طواف اور پھر دو سعی کرے جب بھی جائز ہے کیونکہ وہ شخص وہی چیز لایا ہے جس کا اُسے حکم تھا البتہ اُس نے عمرے کی سعی مؤخر اور طوافِ قدوم کو سعی پر مقدّم کرکے بُرا کیا لیکن اُس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ صاحبین کے نزدیک تو ظاہر ہے کیونکہ اُن کے نزدیک مناسک میں تقدیم وتاخیر مُوجبِ دَم نہیں ہے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک طوافِ قُدوم سنّت ہے اور اسے چھوڑنے پر دَم واجب نہیں ہوتا ہے پس اس کو مقدّم کرنے سے بدرجہ اَولی دَم واجب نہیں ہوگا۔ اور جب کسی دوسرے عمل میں مشغول ہوکر سعی میں تاخیر ہونے سے دَم واجب نہیں ہوتا ہے تو اسی طرح طواف کے ساتھ مشغول ہونا بھی دَم واجب کرنے والا نہ ہوگا۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (ولَو طافَ طوافينِ وَ سَعى سعيَين للعُمرة والحَجّ

7۔ كتاب المبسوط للسرخسي، كتاب المناسك، باب الطواف، ٢/ ٤/ ٣٤
الهداية شرح بداية المبتدي، كتاب الحج، باب القران، ١/ ١٨٧
تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، باب القران، تحت قوله: فإن طاف لهما طوافين إلخ، ٢/ ٣٣٤

ولَم يَنو الأوّلَ) أي مِن الطّوافَين (للعمرة والثّانِي للحجّ، أو نَوى عَلى العَكس) أي بأن نَوى الأوّل للقُدوم والثّانى للعُمرة (أو نَوى مُطلق الطّوافِ) أي فيهما (ولَم يعيّن أو نَوى طوافًا آخرَ) أي فِي الطّوافينِ أو فِي أحدِهما (تطوّعًا أو غيرَه) أي نذرًا أو طوافَ إفاضة أو أو وَداع (يكونُ الأوّل للعمرةِ) أي مُعتبراً (والثّانِي للقُدومِ وكُره لَه ذلكَ) لمُخالفتِه السُّنّة. ملخّصًا[8]

یعنی، قارن ایک ساتھ دو طواف اور پھر دو سعی کرے، اور پہلا طواف عمرہ اور دوسرا قُدوم کی نیت سے نہ کرے یا پہلا قُدوم کی نیت سے اور دوسرا عمرہ کی نیت سے کرے یا دونوں میں سے کسی میں تعیین نہ کرے یا اس کے علاوہ کسی اور طواف مثلاً طوافِ نذر، طوافِ زیارت یا طوافِ وداع کی نیت کرے۔ بہر حال پہلا عمرے کا ہو گا اور دوسرا طوافِ قدوم۔ اور یہ خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

اور یہاں کراہت چونکہ سنّت کے مقابل ہے اس لئے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔ چنانچہ علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ اور علامہ سیّد احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں: (یکرہُ) أي تنزيهًا لأنّها فِي مقابلةِ السنّة.[9]

یعنی، سنّت کے مقابل ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲۲/ ربیع الأوّل، ۱٤٤٤ھ. ۱۸/ اکتوبر، ۲۰۲۲م

8۔ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط، باب القران، فصل: فی بیان أداء القران، ص۳٦۸

9۔ الدر المختار وشرحه حاشية الطحطاوی، کتاب الحج، ۱/ ٤۸٦

حالتِ اضطباع میں نماز پڑھنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے عمرے کا طواف کیا اور اس کے بعد اپنے دائیں کندھے کو ڈھکنا بھول گیا اس نے اضطباع کی سنّت ادا کرنے کے لئے ننگا کیا تھا اور اس طرح نماز ادا کرلی اور اس صورت میں فقہائے کرام نے مکروہ قرار دیا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ (سائل: محمد ساحل اشرفی، انڈیا)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں یہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ فقہائے کرام نے نماز میں دونوں کندھوں کے ڈھکے ہونے کو سنّت اور اس کے خلاف کو مکروہ لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: اگر دو رکعت طواف باضطباع گذارد مکروہ باشد زیر انکہ ستر منکبین در نماز سنت است پس مکروہ باشد نماز بکشف یکے انہا کما صرح بہ فی "إمداد الفتاح" وغیرہ۔[10]

یعنی، اگر نمازِ طواف حالتِ اضطباع میں ادا کی تو نماز مکروہ ہوگی کیونکہ نماز میں دونوں کندھوں کا چھپا ہونا سنّت ہے لہٰذا ایک کندھا کھلا ہونے کی وجہ سے نماز مکروہ ہوگی جیسا کہ "امداد الفتاح" وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

اور علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: إذَا صَلّٰی رَکعتیِ الطّوافِ مُضطبعًا یُکرہ لکَشفِہ منکِبہُ۔[11]

10۔ حیات القلوب، باب سیوم در بیان طواف وداع آن، فصل در بیان کیفیۃ اداء طواف، ص۱۲۶

11۔ رد المحتار، کتاب الحج، مطلب: فی دخول مکۃ، تحت قولہ: قبل شروعہ، ۳/ ۵۷۹

یعنی، جب کوئی شخص حالتِ اضطباع میں نمازِ طواف پڑھے تو یہ کندھا ظاہر ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

اوراس سے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔ چنانچہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: يُكره جعلُ الثوبِ تحتَ إبطِه الأيمَن وَطرح جانبَيه عَلى عاتقِه الأيسَر أو عَكسه لأنّ سترَ المنكبَين فِي الصّلاةِ مستَحبّ فيُكره تَركه لغَير ضَرورةٍ تنزيهًا۔[12]

یعنی، کپڑے کو اپنی داہنی بغل سے نکال کر اُس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر ڈال دینا یا اس کے برعکس یعنی کپڑے کو بائیں بغل سے نکال کر اُس کے دونوں کنارے دائیں کندھے پر ڈال دینا مکروہ ہے کیونکہ نماز میں دونوں کندھوں کا چھپا ہونا مستحب ہے لہٰذا بلا ضرورت اس کا ترک مکروہ تنزیہی ہے۔

اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ اور علامہ سیّد احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں: (يكرهُ) أي تنزيهًا لأنها فِي مقَابلةِ السنّة.[13]

یعنی، سنّت کے مقابل کراہت ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۷/ ربیع الآخر، ۱٤٤٤ھ۔۲/ نومبر، ۲۰۲۲م

چند نمازِ طواف جمع کرنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ابھی ہم حج پر گئے تھے تو رش کم ہونے کی صورت میں ہم ایک ساتھ ہی تین

12۔ إمداد الفتاح، كتاب الصلاة، فصل فيما يكره في الصلاة، تحت قوله: يخرج يديه، ص ۳۸۰

13۔ الدر المختار وشرحه حاشية الطحطاوي، كتاب الحج، ۱/ ٤٨٦

چار طواف کرلیا کرتے تھے اور پھر ایک ساتھ سب نفل پڑھتے تھے ابھی یہاں آکر معلوم ہوا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے لہٰذا پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے طواف ادا ہو گئے ہیں یا نہیں؟ (سائلہ: ایک خاتون)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسؤلہ میں طواف اور نفل ادا ہو گئے ہیں مگر جن اوقات میں نمازِ طواف پڑھنا مکروہ ہے اُن کے علاوہ میں ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے البتہ کفّارہ واجب نہیں ہو گا۔

چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: سنت است موالاۃ بین فراغ از طواف و بین الرکعتین پس تاخیر کردن آنہا را از طواف مکروہ باشد مگر آنکہ وقت کراھۃ نماز باشد.[14]

یعنی، طواف سے فراغت کے بعد بلاوقفہ دو رکعت پڑھنا سنّت ہے لہٰذا ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا مکروہ ہے مگر جبکہ نماز کا مکروہ وقت ہو۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (الجمع بینَ أسبوعَین فأكثرَ مِن غَيرِ صلاةٍ بينهمَا) لما يترتّبُ عليهِ مِنْ تركِ السُّنّةِ وهِي المُوالَاة بينَ الطّوافِ وصَلاتِه لكلّ أسبوعٍ عندَ أبي حنيفةَ ومُحمّدٍ، سَواء انصرفَ عَن شَفعٍ أو وترٍ، وعندَ أبي يوسفَ: لا بأسَ بهِ إذَا انصرفَ عنْ وترٍ، وإنْ فعلَ صَلّى لكلّ

14۔ حیات القلوب، باب سیوم در بیان طواف، فصل سیوم در کیفیت ادائے طواف از اوّل إلخ، ص ۱۳۵

أسبوعٍ ركعتينِ، فلَو انصرفَ عنْ شَفعٍ كُرِه اتّفاقًا (إلّا فِي وقتِ كراهةِ الصّلاةِ) لأنّه لَا كراهةَ حينئذٍ بالجَمعِ شفعاً ووِتراً اتّفاقاً، لكِن يؤخّر ركعتَيِ الطّوافِ إلى وَقتٍ مُباحٍ.(15)

یعنی، دو یا اِس سے زائد طواف ہر دو طوافوں کے درمیان نماز پڑھے بغیر جمع کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس پر ترکِ سنّت مرتّب ہے اور وہ طرفین کے نزدیک طواف اور ہر سات پھیروں پر اُس کی نماز پے در پے ہونا سنّت ہے چاہے طاق عدد میں طواف سے فارغ ہو یا جفت عدد میں۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب طاق عددِ طواف سے فارغ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور اگر وہ ایسا کرے تو ہر ایک سات چکر کے بدلے دو رکعت پڑھے۔ پس اگر کوئی جفت عددِ طواف سے فارغ ہو تو یہ بالاتفاق مکروہ ہے مگر جبکہ کراہتِ نماز کا وقت ہو کیونکہ اُس وقت ہر دو طواف درمیان میں نماز پڑھے بغیر جمع کرنا مکروہ نہیں ہے چاہے طاق عدد میں طواف کرے یا جفت عدد میں، لیکن وہ طواف کی دو رکعتیں وقتِ مباح تک مؤخّر کرے۔

اور یہاں کراہت سنت کے مقابلے میں ہے لہٰذا مراد مکروہ تنزیہی ہے۔ چنانچہ علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ اور علامہ سیّد احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں: (يكرهُ) أي تنزيهًا لأنّها فِي مقَابلةِ السنّة.(16)

یعنی، سنّت کے مقابل کراہت ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے۔

15۔ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب أنواع الأطوفة وأحكامها، فصل في مكروهات الطواف، ص ٢٣٤

16۔ الدر المختار وشرحه حاشية الطحطاوي، كتاب الحج، ١/ ٤٨٦

اور نمازِ طواف پڑھنے کے مکروہ اوقات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اوقات مکروہ هشت اند یکے وقت طلوع آفتاب تا ارتفاع شمس بقدر رمح دویم وقت احمرار شمس تا غروب آن سیوم وقت استواء شمس فی نصف النهار چهارم بعد طلوع الفجر تا طلوع شمس پنجم بعد صلوة العصر تا وقت احمرار ششم بعد غروب الشمس قبل صلوة المغرب هفتم در وقت خطبه هر خطبه که باشد خصوصاً وقت خطبه جمعه هشتم وقت شروع امام در مکتوبه وکراهة صلوة طواف وامثال آن در اوقاتِ ثلاثه اُولیٰ تحریمی باشد بلا خلاف ودر بقیه اوقات خمسه نیز تحریمی باشد علی ما ذکره السید احمد الحموی فی شرح الکنز وتنزیهی بود علی ما أفاده علی القاری فی شرح المناسك.[17]

یعنی، مکروہ اوقات آٹھ ہیں۔ (۱) طلوعِ آفتاب سے بقدر ایک نیزہ اُونچا ہونے تک (یعنی وقتِ فجر ختم ہونے کے بعد بیس منٹ تک)۔ (۲) سورج زرد پڑجانے کے بعد سے غُروب تک (یعنی وقتِ عصر کے آخری بیس منٹ میں)۔ (۳) عین دوپہر کے وقت جب سورج سر پر ہو (یعنی ضحوۂ کبریٰ کے وقت)۔ (۴) صبح صادق کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک (یعنی وقتِ فجر شروع ہونے سے اختتام تک) ۔ (۵) عصر کے فرض (حنفی وقت میں) پڑھنے کے بعد سے سورج زرد پڑنے تک (یعنی عصر کے فرض پڑھنے کے بعد سے وقتِ عصر کے آخری بیس منٹ تک۔

17۔ حیات القلوب، باب سیوم در بیان طواف، فصل هشتم در مسائل متفرقه متعلقه بطواف ورکعتین طواف، ص ۱۵۵

(٦)غروبِ آفتاب کے بعد نمازِ مغرب سے پہلے(مغرب کے ابتدائی وقت سے نمازِ مغرب پڑھ لینے تک)۔ (٧)ہر خطبہ کے وقت اور بالخصوص خطبۂ جمعہ کے وقت۔(٨)امام کے فرض نماز شروع کرنے کے وقت۔رکعاتِ طواف یاکوئی اور نمازپہلے تین اوقات میں پڑھنابالاتفاق مکروہ تحریمی ہے اوربقیہ پانچ وقتوں میں بھی علامہ سیّد احمد حموی علیہ الرحمہ کے بیان کے مطابق جواُنہوں نے کنز کی شرح میں ذکرکیاہےمکروہ تحریمی ہی ہے۔اورملاعلی قاری علیہ الرحمہ نے"شرح مناسک"[18] میں جو بیان کیاہےاُس سے کراہتِ تنزیہی معلوم ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء،١٩/ ربیع الآخر،١٤٤٤ھ۔١٥/ اکتوبر،٢٠٢٢م

دو عمروں کی نیت سے احرام باندھنے کا حکم

الإستفتاء: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زیداورہندہ نے مسجد عائشہ رضی اللہ عنہاسے دوعمروں کی نیت سے احرام باندھااوردونوں کی نیت سے تین تین بار تلبیہ کہا۔نیت اور تلبیہ کہنے کے بعداُنہیں سمجھ نہیں آئی کہ دونوں عمرے مکمل کیسے کیے جائیں یعنی پریشانی پہلے عمرے کی تقصیریاحلق کی وجہ سے پیش آئی کہ چونکہ دوعمروں کی نیت سے دوعمرے لازم ہوچکے ہیں لہٰذااحرام کی پابندیاں دوسرے عمرے کے اختتام تک جاری رہیں گی۔ لہٰذاپہلے عمرے کی تقصیریاحلق دورانِ احرام ہونے کی وجہ سے کفارہ وغیرہ لازم نہ

18۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط،باب أنواع الأطوفة وأحكامها،فصل فی رکعتی الطواف،تحت قوله:ومزدلفة،ص٢٢٥

آجائے کیونکہ حلق یا تقصیر تو اُسی وقت جائز ہے جب احرام کھولنے کا وقت آجائے اور ابھی تو احرام کھولنے کا وقت ہی نہیں آیا وہ تو دوسرے عمرے کے اختتام پر آئے گا۔ لہٰذا اب یہ سوچا گیا کہ ایسا کرتے ہیں کہ پہلا عمرہ بغیر تقصیر یا حلق کئے دوسرے کے اختتام پر دونوں عمروں کا حلق یا تقصیر کرلی جائے گی۔ اور اس کے بعد احتیاطاً ایک مرتبہ طواف سعی اور حلق یا تقصیر کرلی جائے گی تاکہ اگر پہلے دو عمروں کی بجائے ایک ادا ہوا ہوگا تو یہ دوسرا ہوجائے گا یوں دو عمرے مکمل ہوجائیں گے اور سب سے پہلا طواف اور سعی نفل ہوجائے گا اور اگر پہلے ہی سے دو عمرے ادا ہوچکے تو یہ آخری طواف و سعی اور حلق نفل ہوجائے گا۔ یہ ذہن بنانے کے بعد زید نے پہلا طواف اور سعی کرنے کے بعد بغیر حلق کروائے دوسرے عمرے کے لئے حُدودِ حرم کے اندر ہی تلبیہ کہا اور دُوسرے عمرے کیلئے طواف و سعی کی اور حلق کیا۔ پھر تلبیہ کہہ کر احتیاطاً ایک مرتبہ پھر طواف سعی اور حلق کروایا اور احرام کھول دیا جبکہ ہندہ نے پہلا طواف اور سعی کرنے کے بعد بغیر تقصیر کئے اور تلبیہ کہے دوسرے عمرے کا طواف و سعی اور تقصیر کی اور احرام کھول دیا احتیاطاً طواف سعی وغیرہ نہ کیا۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں زید اور ہندہ کے کتنے کتنے عمرے ادا ہوئے۔

(۲) زید اور ہندہ پر کون کون سے جُرموں کے سب کون کون سے کفّارے لازم آئے۔

(۳) زید اور ہندہ پر توبہ بھی لازم ہے یا نہیں۔

(۴) دم اور بدنہ کے وُجوب کی صورت میں کوئی حیلۂ شرعیہ ممکن ہے یا نہیں۔

(۵) بہار شریعت کی اِس عبارت ("دو حج کا احرام باندھا تو دو حج واجب ہو گئے اور دو عمرے کا تو دو عمرے" مسئلہ نمبر ۱۴ صفحہ نمبر ۱۰۷۶ حصہ ۶ مکتبۃ المدینہ کراچی) کا دُرست مفہوم کیا ہے اور طریقہ کار کیا ہو گا۔

(۶) دو عُمرے کی نیت سے باندھے ہوئے احرام کی حالت میں دوسرے عمرے کیلئے حُدودِ حرم سے باہر جانا اگر ضروری ہے تو اِس عبارت کہ "دو عمرے کا احرام باندھا تو دو عمرے (واجب ہو گئے) کے ساتھ مطابقت کیا ہو گی"؟ بیّنوا توجروا

(سائل: محمد حسین بن محمد خالد صابری، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں زید اور ہندہ دونوں کے دو، دو عمرے ادا ہوئے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک پر عمرے کے دو احرام جمع کرنے کی وجہ سے توبہ اور دَم واجب ہے جس کا بدل کافی نہیں۔ اور اور بہار شریعت کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ دو حج یا دو عمرے کا احرام باندھنے والا دونوں کے احرام میں داخل ہو جائے گا یہ مطلب نہیں کہ اِس کی اجازت ہے۔ اور دو عمرے کی نیت سے باندھے ہوئے احرام کی حالت میں دوسرے عمرے کیلئے حدودِ حرم سے باہر جانا ضروری نہیں ہے اور دو احرام جمع کرنا مکروہ ہے۔

چنانچہ دو احرام جمع کرنے کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (الجمعُ بینَ

النُّسكَين المتّحدَين) أی کحجّتَین أو عمرتَین (أو أکثَر إحراماً أو أفعالاً وهوَ مکروهٌ مطلقاً).[19]

یعنی، دو حج یا دو عمروں کے احرام یا افعال کو جمع کرنا مطلقاً مکروہ ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں: اتّفقُوا فِي وُجوب الدّم بسَبب الجَمع بینَ إحرامَی العُمرةِ.[20]

یعنی، عمرے کے دو احرام جمع کرنے پر دَم واجب ہونے میں فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔

اور ایسا کرنے والے پر دَم اور توبہ کالازم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے۔ اور دَم کا بدل اس لئے کافی نہیں کہ جُرم اختیاری ہے۔

چنانچہ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: عَدم القُدرةِ عَلی الکفّارةِ فَلیستْ بأعذارٍ فِي حقّ التّخییرِ ولَو ارتُکب المحظورُ بغیرِ عُذر فواجبُه الدّم عیناً، أو الصّدقةُ فلَا یجوزُ

19۔ لباب المناسک وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجمع بین النسکین المتحدین إلخ، ص ٤١٠

20۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجمع بین النسکین المتحدین إلخ، فصل فی الجمع بین العمرتین، ص ٤١٤

عنِ الدّم طعامٌ ولا صيامٌ، ولَا عنِ الصّدقةِ صيامٌ؛ فإن تعذّر عليهِ ذلكَ بقِيَ فِي ذمّته-[21]

یعنی، کفّارے پر قدرت نہ ہونا اختیار ہونے کے حق میں عذر نہیں اور بلا عذر ممنوع کام کے ارتکاب پر معیّن دَم یا صدقہ لازم ہوگا لہٰذا دَم کے بدلے کھانا کھلانا یا روزے رکھنا کافی نہیں ہوگا اور نہ ہی صدقہ کے بدلے روزے رکھنا کافی ہوگا پس اگر وہ دَم یا صدقہ نہ دے سکے تو اُس کے ذمے باقی رہے گا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأحد،١٦/ جمادی الأولیٰ،١٤٤٤ھ-١١/ دسمبر،٢٠٢٢م

دیور کے ساتھ عمرے پر جانے کا حکم

الاِستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اوراس کی بیوی عمرہ کرنے کیلئے جارہے ہیں، اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا زید اپنے بھائی کی بیوی کو عمرہ کرانے کیلئے ساتھ لے جاسکتا ہے؟

(سائل: محمد تاج رضا، انڈیا)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں زید اپنی بھابھی کو عمرے پر نہیں لے جاسکتا ہے کہ وہ اُس کیلئے مَحرم نہیں اگرچہ دیورانی ساتھ ہے کیونکہ عورت کو اپنے مُحرم یا شوہر کے بغیر ایک دن یعنی تقریباً تیس کلومیٹر کے سفر پر جانا منع ہے۔ چنانچہ امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری

21۔ رد المحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، تحت قولہ: کالفطرۃ،٣/ ٦٧١

متوفی ۲۵۶ھ اورامام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ»-[واللفظ للأوّل](22)

یعنی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کیلئے حلال نہیں کہ وہ ایک دن اور ایک رات کی دُوری پر بغیر مَحرم سفر کرے۔

اسی لئے بعض فقہائے کرام کے نزدیک عورت کو بغیر مَحرم ایک دن کا سفر مکروہ ہے۔

چنانچہ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: رُوِيَ عَنَ أَبِي حَنيفة وَأَبِي يُوسفَ كَراهةُ خُروجِها وَحدهَا مسِيرةَ يَومٍ وَاحِدٍ-(23)

یعنی، امامِ اعظم ابوحنیفہ اورامام ابویوسف سے عورت کو تنہا ایک دن کے سفر پر جانے کی کراہت مروی ہے۔

22۔ صحیح البخاری، کتاب تقصیر الصلاۃ، باب فی کم یقصر الصلاۃ، برقم: ۱۰۸۸، ۱/ ۲۶۳

صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ، برقم: ۲،٤۲۱/ ۹۷۷

23۔ رد المحتار، کتاب الحج، مطلب: فی قولھم یقدّم حق العبد علی حق الشّرع، تحت قولہ: فی سفر، ۳/ ۵۳۳

اوراب فتویٰ اسی قول پر ہے۔ چنانچہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اوران کے حوالے سے علامہ شامی لکھتے ہیں: يَنبغِي أن يكُونَ الفَتوى عَليهِ لِفَسادِ الزّمانِ۔ (24)

یعنی، اور فسادِ زمانہ کی وجہ سے اسی روایت پر فتویٰ ہوناچاہیے۔

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

يوم الجمعة، ١٤/ جمادى الأولى، ١٤٤٤ھ. ٨/ دسمبر، ٢٠٢٢م

طوافِ عمرہ سے قبل جماع کا حکم

الاستفتاء: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں نے عمرہ کرلیاتھالیکن میری زوجہ نے پاک نہ ہونے کی وجہ سے عمرہ نہیں کیاتھا مگر اُنہوں نے عمرے کے احرام کی نیت مدینے ہی سے کی ہوئی تھی۔ اب ہوایہ کہ میرے ذہن میں نہ رہااور ہمارے درمیان رات میں جسمانی تعلق قائم ہوا۔ پھرجب اگلے دن زوجہ نے نہادھولیاتوہم مسجدِ عائشہ چلے گئے اور میں نے اُن سے کہاکہ آپ کی نیت تو وہی ہے لہٰذا آپ اُسی نیت سے عمرہ کریں گی جو آپ نے میقات سے کی تھی۔ اور پھر میں نے جو دوسرا عمرہ کرناتھاوہ مسجدِ عائشہ سے میں نے نفل وغیرہ پڑھ کے اور نیت کرکے ہم نے عمرہ کیاتوبیوی کاتوپہلا عمرہ ہوگیااور میرادوسراہوگیاپھر مجھے بعدمیں یادآیاکہ بیوی نے تومدینہ سے عمرے کی نیت کی ہوئی تھی اور ہمارے

24۔ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، تحت قوله: أو الزوج للمرأة إلخ، ص٧٨
رد المحتار، كتاب الحج، مطلب: في قولهم يقدّم حق العبد على حق الشّرع، تحت قوله: في سفر، ٣/ ٥٣٣

درمیان صحبت والا عمل بھی ہو گیا تو آپ برائے کرم میری اس بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ اس میں کیا حکم ہے کہ آیا دَم دینا ہے یا صدقہ دینا ہے یا کیا ہے؟

(سائل: عمیر ترابی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں بیوی کا عمرہ فاسد ہو گیا اور اُس پر ایک دَم اور عمرہ کی قضا واجب ہے اور توبہ بھی لازم ہے کہ اُس سے گناہ کا ارتکاب ہوا ہے۔

چنانچہ امام ابو الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: مَن جامعَ فِي العُمرةِ قبلَ أن يطوفَ لهَا أربعَة أشواطٍ، فسدتْ؛ لأنّ جماعَه حصلَ قبلَ أداءِ ركنِها، فصارَ كمَن جامعَ قبلَ الوُقوفِ بعرفةَ. ويمضِي فيهَا، و يلزمُه القَضاء؛ وعَليه شاةٌ۔[25]

یعنی، عمرہ میں طواف کے چار پھیروں سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد ہو گیا کیونکہ اُس نے عمرے کا رُکن ادا کرنے سے پہلے جماع کیا ہے لہٰذا وہ وقوفِ عرفہ سے قبل جماع کرنے والے کی طرح ہو گیا اور وہ عمرے کو مکمل کرے اور اُس پر عمرے کی قضا اور دَم واجب ہے۔

اور علامہ رضی الدین محمد بن محمد سرخسی حنفی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں: لَو جامعَ قبلَ الطّوافِ تفسدُ عمرتهُ ويمضِي فيهَا وعليهِ عمرَة وشَاة۔[26]

25۔ شرح مختصر الکرخی، کتاب المناسک، باب الجماع فی الحج، فصل: وقوع الجماع فی العمرۃ قبل الطواف، ۲/ ۵۸۱

26۔ المحیط الرضوی، کتاب الحج، باب الجماع فی الحج، ۲/ ۲۲۱

یعنی، اگر کسی نے طوافِ عمرہ سے پہلے جماع کیا تو اُس کا عمرہ فاسد ہو گیا اور وہ عمرے کو مکمل کرے اور اُس پر عمرے کی قضا اور دَم واجب ہے۔

اور علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

(ومَن جامعَ فِي العُمرةِ قبلَ أن يطوفَ أربعةَ أشواطٍ فَسدتْ عمرتُه فيَمضِي فيهَا ويَقضيها وعَليه شاةٌ. وإذَا جامعَ بعدَ مَا طافَ. أربعةَ أشواطٍ أو أكثرَ فعَليهِ شاةٌ ولَا تفسدُ عمرتُه) وقالَ الشّافِعيّ: تفسدُ فِي الوَجهينِ وعليهِ بدنةٌ اعتبارًا بالحجّ إذْ هِي فرضٌ عندَه كالحجّ. ولنَا أنّها سنّةٌ فكانتْ أحَطّ رُتبةً منهُ فتجبُ الشّاةُ فيهَا والبَدنةُ فِي الحجّ إظهارًا للتّفاوتِ۔[27]

یعنی، جس شخص نے عمرہ میں طواف کے چار پھیروں سے قبل جماع کیا اُس کا عمرہ فاسد ہو گیا پس وہ افعالِ عمرہ کو مکمل کرے اور عمرے کی قضا کرے اور اُس پر ایک دَم واجب ہے۔ اور جب کوئی عمرہ میں طواف کے چار یا اِس سے زائد پھیروں کے بعد جماع کرے تو اُس پر ایک دَم واجب ہے اور اُس کا عمرہ فاسد نہیں ہو گا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں عمرہ فاسد ہو جائے گا اور حج پر قیاس کرتے ہوئے اُس پر ایک بدنہ واجب ہو گا کیونکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک حج کی طرح عمرہ فرض ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ عمرہ سنّت ہے پس وہ حج

27۔ بداية المبتدی وشرحه الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، ١/ ١٩٨

سے کم درجے کا ہو گا، لہٰذا اظہارِ فرق کیلئے عمرہ میں دَم اور حج میں بدنہ واجب ہو گا۔

اورامام برہان الدین ابواسحاق ابراہیم طرابلسی حنفی متوفی ۹۲۲ھ لکھتے ہیں: يفسدُ العمرةُ بالجماعِ في أحدِ السبيلينِ قبلَ طَواف الأكثرِ لها. ولَو ناسياً، و يلزمُه دَم، ويمضِي، و يقضِي-ملخّصًا[28]

یعنی، طوافِ عمرہ کے اکثر پھیروں سے پہلے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کرنے سے عمرہ فاسد اوردَم واجب ہوتا ہے اگرچہ بھول کر جماع کیا ہو، اور وہ عمرے کو مکمل کرے اور قضا بھی کرے۔

اور علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: وَطؤه (فِي عُمرتِه قبلَ طوافِه أربعةً مفسدٌ لَها فمَضى وذبحَ وقضَى) وُجوبًا-[29]

یعنی، مُحرِم کا عمرے میں طواف کے چار پھیروں سے پہلے وطی کرنا عمرہ کو فاسد کر دے گا لہٰذا وہ افعال کو جاری رکھے گا، دَم دے گا اور وُجوبی طور پر عمرے کی قضا کرے گا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۱۰/ جمادی الأخری، ۱٤٤٤ھ-۲۰/ جنوری، ۲۰۲۳م

دورانِ طواف قرآن پڑھنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں

28۔ مواھب الرحمن، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل فی المفسد، ص ۳٦۲

29۔ تنویر الأبصار وشرحه الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۱٦۸

کہ دورانِ طواف قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ (سائل: علی رضا، موسیٰ لین، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:صورتِ مسئولہ میں دورانِ طواف قرآن پڑھ سکتے ہیں مگر اس کے بجائے ذکرواذکار میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ چنانچہ امام ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۵ھ لکھتے ہیں:قالَ أبو حنيفةَ: ذِكر الله فِي الطوافِ أفضلُ منْ قراءةِ القُرآنِ۔[30]

یعنی، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:طواف میں ذکر اللہ کرنا تلاوتِ قرآن سے افضل ہے۔

اور علامہ سراج الدین علی بن عثمان اوسی حنفی متوفی ۵۶۹ھ اوران کے حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھاہے:عند الطواف الذكر أفضل من القراءة۔[31]

یعنی، طواف کے وقت ذکر کرنا تلاوتِ قرآن سے افضل ہے۔

اور علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ اوران کے حوالے سے علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:لَم يَثبتْ عنهُ في الطَّوافِ قراءةٌ، بلِ الذِّكرُ وهُو المُتوارَث عَن السّلفِ والمُجمَع عليهِ فكانَ أولَى.[واللفظ للأوّل][32]

30۔ عیون المسائل،باب الحج،ص ٤٤

31۔ الفتاوی السراجیة،کتاب الحج،باب ترتیب أفعال الحج،ص ٣٣

الفتاوی الهندیة،کتاب المناسك،الباب الخامس فی کیفیة أداء الحج،١/ ٢٢٧

32۔ فتح القدیر،کتاب الحج،باب الإحرام،٢/ ٣٩٠

=

یعنی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دورانِ طواف قراءت ثابت نہیں بلکہ ذکر ثابت ہے اور یہی اسلاف کا طریقہ رہا ہے اور اسی پر اجماع ہے لہٰذا ذِکر ہی اَولیٰ یعنی بہتر ہے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (یَکون فِی طَوافِه ذاکراً) هُو أفضلُ مِن قراءةِ القُرآنِ مِن حیثُ عملُه ﷺ فِی الأطوفةِ الوَاقعةِ فِی حجّهِ وعُمرتِه-[33]

یعنی، طواف کے دوران ذکر کرتا رہے اور یہ قرآن پڑھنے سے افضل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج و عمرہ کے طوافوں میں ذکر ہی کیا ہے۔

اگرچہ قراءت بھی جائز ہے۔ چنانچہ علامہ علامہ علاءالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: جازَ فیهما قراءةٌ لکنّ الذّکرَ أفضلُ منهَا- ملخّصًا[34]

یعنی، طواف اور سعی میں قرآن پڑھنا جائز ہے لیکن ذِکر کرنا قراءت سے افضل ہے۔

اس کے تحت علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں: أقولُ: الحَاصلُ مِن هذهِ النّقولِ الّتي ذکرنَاها آنفًا أنّ القِراءةَ خلافُ الأولَی، وأنّ الذّکرَ أفضلُ منهَا مأثورًا أو لَا کمَا هُو مُقتضَی الإطلاقِ-[35]

=

رد المحتار، کتاب الحج، مطلب فی طواف القدوم، تحت قوله: وجاز فیهما أکل و بیع، ۳/ ۵۸۳

33۔ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب دخول مکة، فصل فی صفة الشروع فی الطواف، ص ۱۹۰

34۔ الدر المختار، کتاب الحج، فصل فی الإحرام وصفة المفرد بالحج، تحت قوله: یلزمه إتمام الأسبوع للشروع، ص ۱۶۱

35۔ رد المحتار، کتاب الحج، مطلب فی طواف القدوم، تحت قوله: فلیراجع، ۳/ ۵۸۳

یعنی، میں کہتاہوں وہ نقول جن کو ہم نے ابھی ذِکر کیاہے اُن کا حاصل یہ ہے کہ طواف میں قراءت کرنا خلافِ اَولیٰ ہے اور ذِکر کرنا قراءت سے افضل ہے چاہے ذِکر ماثور ہو یا غیر ماثور، جیسا کہ اطلاق کا تقاضہ ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۳/ رجب، ۱٤٤٤ھ۔ ۲۵/ جنوری، ۲۰۲۳م

حج وعمرہ کے سفر میں تجارت کا حکم

الاِستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم اکثر عمرہ پر جاتے ہیں اور ساتھ میں سگریٹ اور تمبا کو لے کر جاتے ہیں اور وہاں ہم اس کو فروخت کرکے اپنے عمرے کے اخراجات نکال لیتے ہیں آیا یہ طریقہ کار درست ہے اور کیا اس رقم سے عمرہ ادا کرنا درست ہے اور سگریٹ، تمباکو، شیشہ کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (سائل: احمد رضا c/o علّامہ بلال غازیانی، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں یہ طریقہ درست ہے مگر جبکہ ان چیزوں کو وہاں لے جانے یا فروخت کرنے پر قانون کی طرف سے پابندی ہو تو پھر اس کی خلاف ورزی کرنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے لیکن ہونے والا نفع دونوں صورتوں میں حلال ہوگا اس لئے اس رقم سے عمرہ کر سکتے ہیں اور سگریٹ، تمباکو اور شیشہ پینا مباح یعنی جائز ہے مگر بچنا بہتر ہے کہ یہ چیزیں صحت کیلئے نقصان دہ ہیں اور ان کی بدبو سے طبیعت بھی نفرت کرتی ہے۔

چنانچہ عازمِ حج وعمرہ کیلئے تجارت جائز ہونے کے بارے میں قُرآنِ کریم میں

ہے: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔[36]

ترجمہ، تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ (کنز الایمان)

اِس آیت کے تحت امام ابن ابی حاتم رازی متوفی ۳۲۷ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت مقاتل بن حیّان رضی اللہ عنہ سے تفسیر نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَرخّص اللهُ التّجارةَ فِي الحَجّ والعُمرةِ۔[37]

یعنی، اس آیت میں اللہ عزّوجلّ نے حج وعمرہ میں تجارت کی رخصت عطا فرمائی ہے۔

اور علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

التّجارةُ والإجارةُ لا يَمنعانِ جوازَ الحجّ۔[38]

یعنی، تجارت اور اجارہ حج کے جواز کو مانع نہیں ہیں۔

اور سگریٹ وغیرہ کا استعمال جائز ہونے کے بارے میں علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: ألّف فِي حلّه سيّدنَا العَارفُ عبدُ الغَنيّ النّابلُسيّ رسالةً سمّاها: "الصّلح بينَ الإخوانِ فِي إباحةِ شربِ الدّخانِ" وأقامَ الطّامّة الكُبرى عَلى القائلِ بالحُرمةِ أو بالكراهةِ فإنّهما حُكمانِ شرعيّانِ لَا بُدّ لهمَا مِن دليلٍ ولَا دليلَ علَى

36۔ البقرة: ۲/ ۱۹۸

37۔ تفسیر ابن أبی حاتم الرّازی، ۱/ ۳۱۲

38۔ بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی التعرض لنبات الحرم، ۳/ ۲۸۰

ذلكَ، فإنّه لَم يثبُت إسكارُه ولَا تفتيرُه ولَا إضرارُه، بَل ثبتَ لَه منافعُ، فهُو داخلٌ تحتَ قاعدةِ الأصلُ فِي الأشياءِ الإباحةُ، وإن فرضَ إضرَاره للبَعضِ لَا يلزمُ منهُ تحريمُه عَلى كلّ أحدٍ، فإنّ العَسلَ يضرّ بأصحابِ الصّفراءِ الغالبةِ ورُبّما أمرضَهم معَ أنّه شفاءٌ بالنّصّ القَطعيّ، وليسَ الاحتياطُ فِي الافتراءِ عَلى الله تعالَى بإثباتِ الحُرمةِ أو الكَراهةِ اللّذينِ لَا بدّ لهُما مِن دليلٍ، بَل فِي القَول بالإباحةِ الّتي هِي الأصلُ، وقَد توقّفَ النّبيّ صَلّى اللهُ عليهِ وسَلّم معَ أنّه هُو المُشرّع فِي تحريمِ الخَمرِ أمّ الخَبائثِ حتّى نزلَ عليهِ النّصّ القَطعيّ، فالّذي يَنبغِي للإنسانِ إذَا سُئلَ عَنه سواءٌ كانَ ممّن يتعاطَاه أو لَا كهذَا العَبد الضّعيفِ وجميعِ مَن فِي بيتِه أنْ يقولَ هُو مباحٌ، لكنّ رائحتَه تَستكرهُها الطّباعُ؛ فهُو مكروهٌ طبعًا لَا شرعًا۔[39] ملخّصًا

یعنی، ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ نے حُقّہ کی حِلّت کے بارے میں "الصّلحُ بین الإخوان فی إباحة شُرب الدُّخان" کے نام سے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں آپ نے حُقّہ کی حُرمت یا کراہت ماننے والے پر سخت تنقید فرمائی ہے کہ یہ دونوں حکمِ شرعی ہیں جن

39۔ رد المحتار، کتاب الأشربة، تحت قوله: والتتن إلخ، ۱۰/ ۴۹۔ ۵۰.

کیلئے دلیل درکار ہے۔ اور یہاں دلیل نہیں کہ نہ اس کا نشہ لانا ثابت ہو نہ عقل میں فتور ڈالنا نہ ان کا نقصان دینا بلکہ اس کے منافع ثابت ہیں تو وہ اس قاعدہ کے تحت داخل کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر فرض کریں کہ یہ بعض کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حُرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ جن مزاجوں پر صفراء غالب ہوتا ہے اُنہیں شہد نقصان دیتا ہے اور بعض اوقات بیمار کر دیتا ہے حالانکہ شہد کا شفاء ہونا نصِّ قطعی سے ثابت ہے اور یہ احتیاط کی بات نہیں کہ حُرمت یا کراہت ٹھہرا کر خدا پر افتراء کر دیں کہ ان کیلئے دلیل کی حاجت بلکہ احتیاط مباح ماننے میں ہے کہ وہی اصل ہے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں اس کے باوجود آپ نے شراب جیسی برائیوں کی جڑ کو حرام قرار دینے میں توقّف فرمایا جب تک اس کی ممانعت پر نصِّ قطعی نازل نہ ہوئی، اس لئے انسان کو چاہیے کہ جب اُس سے حقہ کے بارے میں سوال کیا جائے تو اسے مباح ہی بتائے خواہ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت ہی پر دیتا ہوں لیکن اس کی بدبو طبیعت کو ناپسند ہے تو یہ مکروہ طبعی ہے نہ کہ شرعی۔

اور امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: پان کھانا جائز ہے اور اتنا چُونا بھی کہ ضرر نہ کرے اور اتنا تمبا کو بھی کہ حواس پر اثر نہ آئے۔[40]

لہٰذا مالک ان چیزوں کی تجارت کر کے حاصل ہونے والے نفع سے عمرہ

40۔ فتاوی رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، حقہ و پان، ۲۴/ ۵۵۸

یاکوئی بھی کام کرسکتا ہے۔چنانچہ علامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی حنفی متوفی۷۸۶ھ لکھتے ہیں:وَللمالكِ أن يَتصرّ ف فِي مِلكِهِ كيفَ يشاءُ۔[41]

یعنی،مالک اپنی ملکیت میں جیسے چاہے تصرّف کرسکتا ہے۔

اور حکومتی قانون کی اطاعت ضروری ہونے کے بارے میں امام محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی۱۸۹ھ اوران کے حوالے سے علامہ فریدالدین عالم بن علاء دہلوی حنفی متوفی۷۸۶ھ اوران کے حوالے سے علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:إذَا أمرَ الأميرُ العَسكرَ بشيءٍ كانَ علَى العَسكرِ أن يُطيعوه فِي ذلكَ إلّا أن يكونَ المأمورُ بِه معصيةً بيقينٍ۔[42]

یعنی،حاکم جب لشکر کوکسی کام کا حکم دے تولشکر پرلازم ہے کہ وہ اس میں حاکم کی اطاعت کریں مگر جبکہ ایسے کام کا حکم دے جس کا کرنا یقینی طور پر گناہ ہو۔

اورامام احمد رضاخان حنفی لکھتے ہیں: کسی ایسے امر کاارتکاب جو قانوناناجائز ہو،اور جرم کی حد تک پہنچے شرعاً بھی ناجائز ہو گا کہ ایسی بات کے لئے جرم قانونی کا

41۔ العناية شرح الهداية،كتاب الحج،باب الوصية بثلث طال،تحت قوله:والثانى وصيّة بمثل نصيب الابن إلخ،٦/ ٥٢٥

42۔ السير الكبير مع شرحه للسرخسى،باب ما يجب من طاعة الوالى وما لا يجب، ١/ ١١٦-١١٧

الفتاوى التاتارخانية،كتاب السيرالفصل العاشر:فى بيان ما يجب من طاعة الأمير وما لا يجب،٧/ ٥٣

رد المحتار،مقدمة الكتاب،مطلب: فى حكم التقليد والرجوع عنه،تحت قوله:نفذ أمره، ١/ ١٧٩-١٨٠

مرتکب ہو کر اپنے آپ کو سزا اور ذلّت کے لئے پیش کرنا شرعا بھی روا نہیں، قال تعالیٰ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ، وقد جاء الحدیث عنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یُنْھَی الْمُؤْمِنُ أَنْ یُذِلَّ نَفْسَہُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو، اور حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد منقول ہے کہ آپ نے مومن کو اپنا نفس ذلت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔[43]

اور قانون کی خلاف ورزی کے باجود ہونے والا نفع حلال ہونے کے بارے میں مفتی محمد وقار الدین حنفی متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں: اسمگلنگ کرنا یا اسمگلنگ کا مال بیچنا اور خریدنا اس لیے ناجائز ہے کہ یہ ملک کے قانون کے خلاف ہے اور مسلمان کو خلاف قانون کوئی کام کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ خلاف قانون کام کرنے سے جب پکڑا جائے گا تو پہلے جھوٹ بولے گا، اگر جھوٹ سے کام نہ چلا تو رشوت دے گا، اور رشوت سے بھی کام نہ چلا تو سزا ہو گی جس میں اُس کی بے عزتی ہے۔ مسلمان کوئی ایسا کام ہی نہ کرے جس سے جھوٹ بولنا یا رشوت دینا پڑے یا جس سے اُس کی بے عزتی ہو۔ مگر ایسا کرنے والا گنہگار ہونے کے باوجود مال کا مالک ہوتا ہے، جبکہ بیع شریعت کے مطابق ہو۔ جب مال میں حرمت نہیں آتی تو اپنا مال ہر کام میں خرچ کر سکتا ہے۔[44]

43۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب المزارعۃ، ۲۰/ ۱۹۲

44۔ وقار الفتاویٰ، حرام، ۱/ ۲۵۲

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس،۱۰/ رجب، ۱٤٤٤ھ-۱/ فروری، ۲۰۲۳م

بلا احرام میقات تجاوز کرنے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے ارادے سے بغیر احرام میقات گزر گیا تو اُس پر دَم کے علاوہ کیا عمرے کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

(سائل: c/o مفتی جنید عطاری مدنی صاحب، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں اُس پر حج یا عمرہ کرنا واجب ہے۔ چنانچہ علامہ رضی الدین محمد بن محمد سرخسی حنفی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں: لَا يجوزُ للآفاقِ أن يدخلَ مكّةَ بغيرِ إحرامٍ نوَى النّسكَ أم لَا، ولَو دخلهَا فعليهِ حَجّة أو عُمرة. وعندَ الشّافِعی رحمه الله: إن دخلَها لحاجةٍ يجوزُ، وإن دخلهَا مُريدًا للنّسكِ بغيرِ إحرامٍ يأثمُ ولَا شیءَ عليهِ. والصّحيحُ قولنَا؛ لقولِه صَلّی اللهُ عليهِ وسلّم: «لَا يَحِلُّ دُخُوْلُ مَكَّةَ بِغَيْرِ إحرَامٍ». وقولهُ عليهِ السّلام: «لَا يُجَاوِزُ أَحَدٌ الْمِيْقَاتَ إِلَّا مُحْرِمًا إِلَّا مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُوْنَ الْمِيْقَاتِ». فكانَ دخُول مكّة سببًا لوُجوبِ الإحرامِ. ومَن لزمَه الإحرامُ لَا يخرجُ عنهُ إلّا بأداءِ حجّةٍ أو عمرةٍ كمَا لَو نذرَ بإحرامٍ۔[45]

یعنی، آفاقی کے لئے بلا احرام مکہ میں داخل ہونا جائز نہیں چاہے حج

45۔ المحيط الرضوي، كتاب الحج، باب دخول مكة بغير إحرام، ۲/ ۱٦٥

یا عمرے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اور اگر کوئی مکہ مکرمہ میں بلا احرام داخل ہوا تو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہو گا اور امام شافعی کے نزدیک جب وہ کسی کام کیلئے داخل ہو تو بغیر احرام داخل ہو سکتا ہے اور اگر حج یا عمرہ کی نیت سے بلا احرام داخل ہوا تو وہ گنہگار ہو گا اور اُس پر کچھ لازم نہیں ہو گا۔ اور صحیح قول ہمارا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ کسی کو بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا حلال نہیں ہے اور حضور علیہ السلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ کوئی شخص بلا احرام میقات تجاوز نہ کرے مگر جس کے اہل خانہ میقات کے اندر ہوں۔ پس مکہ مکرمہ میں داخل ہونا احرام واجب ہونے کا سبب ہے اور جس پر احرام لازم ہو جائے وہ اس سے بغیر حج یا عمرے کی ادائیگی کے نہیں نکلتا ہے جیسے کوئی شخص احرام کی منت مان لے۔

اور علامہ حسن بن منصور اُوزجندی حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: لَو جاوزَ الآفاقیّ المیقاتَ بغیرِ إحرامٍ ولَم یقصدْ حَجّة أو عُمرة ودخلَ مکّة بغَیرِ إحرامٍ کانَ علیهِ حَجّة أو عُمرة۔[46]

یعنی، اگر آفاقی نے بلا احرام میقات تجاوز کیا اور اُس کا قصد حج یا عمرہ کا نہ ہو اور وہ بغیر احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہو گیا تو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہو جائے گا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم السبت، ۱۸/ شعبان المعظم، ۱۴۴۴ھ۔ ۱۷/ مارچ، ۲۰۲۳م

46۔ فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیة، کتاب الحج، فصل فیما یوجب الکفارة والصدقة علی الحاج، ۱/ ۲۸۷

مدینے سے بلا احرام جدّہ آنے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو مدینہ شریف میں مخصوص ایام آگئے ہیں اب اگر وہ مکہ مکرمہ آتی ہے تو اُسے عمرے کا احرام باندھنا پڑے گا اس لئے کیا وہ ڈائریکٹ مدینہ شریف سے بلا احرام جدّہ آسکتی ہے؟ (سائل: عبد الحسیب، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں مذکورہ خاتون بغیر احرام جدّہ آسکتی ہے اور یہ اس لئے کہ جدّہ میقات کے اندر اور حُدودِ حرم سے باہر ہے، اسی لئے اُن پر احرام لازم نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ رضی الدین محمد بن محمد سرخسی حنفی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں: لَو جاوزَ الميقاتَ و يريدُ بستانَ بنِي عامرٍ لحاجةٍ دونَ مكّةَ فلَا شيءَ عليهِ؛ لأنّ الإحرامَ إنّما وجبَ لدُخولِ مكّةَ وهُو لَم يرِد دخولَ مكّةَ وهُو الحيلةُ فِي إسقاطِ الإحرامِ۔[47]

یعنی، میقات سے گزرنے والے کا ارادہ بستانِ بنی عامر (میقات کے اندر حل میں ایک جگہ ہے) میں آنے کا ہو نہ کہ مکہ مکرمہ کا، تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہو گا کیونکہ احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور اُس کا ارادہ مکہ مکرمہ میں داخلہ کا نہیں ہے اور یہ احرام سے بچنے کا حیلہ بھی ہے۔

اور علامہ جلال الدین خُوارزمی حنفی متوفی ۷۶۷ھ لکھتے ہیں: إذَا قصدَ دخولَ الحِلّ لَا يلزمُه الإحرامُ لأنّه حينئذٍ يكونُ كأهلِ الحِلّ كالبُستانيّ

47۔ المحيط الرضوي، كتاب الحج، باب مجاوزة الميقات بغير إحرام، ۱۶۳/۲

لَه أن يدخلَ مكّةَ بغيرِ إحرامٍ، ثمّ مَن قصدَ مجاوزةَ ميقاتٍ واحدٍ فلهُ ذلكَ بغيرِ إحرامٍ كالآفاقيّ يقصدُ الحِلَّ أو الحِلّيّ يقصدُ مكّةَ أو المكيّ يخرجُ إلَى الحِلّ ولَا يجاوزُ الميقاتَ ثمّ يعودُ إلى مَكّةَ۔[48]

یعنی، آفاقی جب حِل میں داخلہ کا قصد کرے تو اُس پر احرام لازم نہیں کہ اُس وقت وہ اہلِ حِل کی مثل ہو گا جیسے بستانی، تو اُسے جائز ہے کہ وہ بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہو، پھر جو ایک میقات سے تجاوز کرنے کا ارادہ کرے تو اُس کے لئے یہ بلا احرام جائز ہے جس طرح آفاقی جب حِل میں یا حِل والا مکہ مکرمہ میں آنے کا قصد کرے یا مکہ مکرمہ والا حِل میں آنے کا قصد کرے اور میقات سے باہر نہ جائے پھر وہ مکہ لوٹ آئے۔

اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: لَو قصدَ موضعًا مِن الحِلّ كخُليصٍ وَجدّة حلّ لهُ مُجاوزتُه بلَا إحرامٍ فإذَا حلّ بهِ التحقَ بأهلِه فلهُ دخولُ مكّة بلَا إحرامٍ وهُو الحيلةُ لمُريد ذلكَ إلّا لمأمورٍ بالحَجّ للمُخالفةِ۔[49]

یعنی، اگر کوئی حِل میں کسی جگہ مثلاً خلیص یا جدّہ کا قصد کرے تو اُسے بلا احرام میقات سے تجاوز کرنا جائز ہے اور وہ جب وہاں پہنچ گیا تو اس کے اہل سے

48۔ الكفاية في شرح الهداية، كتاب الحج، فصل في المواقيت، تحت قوله: ثم الآفاق إذا إلخ، ۲/ ۱۸۸-۱۸۹

49۔ الدر المختار شرح تنوير الأبصار، كتاب الحج، تحت قوله: ولو لحاجة، ص۱۵۸

لاحق ہو گیا اب اُس کے لئے مکہ مکرمہ میں بلا احرام داخل ہونا جائز ہے اور یہ حیلہ ہر اُس شخص کے لئے ہے جو اس کا ارادہ کرے مگر جس کو حج کا حکم دیا گیا ہو کیونکہ اس میں مخالفت ہے۔

اور امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: آفاقی ہے جو بقصد حاضری مکہ معظمہ چلا بے احرام باندھے، میقات سے تجاوز اُسے حرام ہے، اگر حلّت چاہے تو علماء فرماتے ہیں حیلہ یہ ہے کہ بین الحرم والمیقات کسی مقام مثلاً جدہ وغیرہ کا قصد کرے۔[50]

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: مکہ معظمہ جانے کا ارادہ نہ ہو بلکہ میقات کے اندر کسی اور جگہ مثلاً جدہ جانا چاہتا ہے تو اُسے احرام کی ضرورت نہیں پھر وہاں سے اگر مکہ معظمہ جانا چاہے تو بغیر احرام جا سکتا ہے، لہٰذا جو شخص حرم میں بغیر احرام جانا چاہتا ہے وہ یہ حیلہ کر سکتا ہے بشرطیکہ واقعی اُس کا ارادہ پہلے مثلاً جدہ جانے کا ہو۔ نیز مکہ معظمہ حج اور عمرہ کے ارادہ سے نہ جاتا ہو، مثلاً تجارت کے لیے جدہ جاتا ہے اور وہاں سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ جانے کا ارادہ ہے اور اگر پہلے ہی سے مکہ معظمہ کا ارادہ ہے تو اب بغیر احرام نہیں جا سکتا۔ جو شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کو جاتا ہو اُسے یہ حیلہ جائز نہیں۔[51]

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۱۹/ شعبان المعظم، ۱۴۴۴ھ.۱۸/ مارچ، ۲۰۲۳م

50۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ المسافر، ۸/ ۲۴۳

51۔ بہار شریعت، حج کا بیان، میقات کا بیان، ۱/ ۶/ ۱۰۶۸

فوت شُدہ کے ذمے واجب دم کا حکم

الإستفتاء: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عمرہ ادا کیا تھا تو اس میں اُنہوں نے طواف کے دو تین چکر ہی لگائے تھے پھر سعی وغیرہ باقی تمام کام کئے تھے اوراب ان کا کراچی آنے کے بعد انتقال ہو گیا ہے تو جو اُنہوں نے طواف نہیں کیا تھا اُس کا کیا حکم ہو گا اگر دم لازم آئے گا تو اُن کے وارثوں کو کیا دم ادا کرنا ہو گا؟ برائے کرم وضاحت فرمادیں۔

(سائل: c/o مفتی جنید عطاری مدنی صاحب، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں مرحوم کے ذمے ایک دم واجب ہے، لہٰذا مرحوم نے اگر کفارہ ادا کرنے کی وصیّت کی ہے تو قرض کی ادائیگی کے بعد وُرثاء پر اُن کے باقی تہائی مال یعنی تیسرے حصے سے دم ادا کرنا واجب ہے ورنہ نہیں، اور اگر وصیّت نہ ہونے کے باوجود بالغ وُرثاء مل کر اپنے مرحوم کی طرف سے دم ادا کر دیں گے تو اس پر وہ اجر وثواب کے حقدار ہوں گے اور اُمید ہے کہ مرحوم بھی آخرت کی باز پُرس سے بچ جائے۔

اور یہ اس لئے کہ مرحوم نے طواف کے دو تین پھیرے لگا کر بقیہ سارے کام کئے تھے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے، اس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے اکثر طواف یعنی چار چکر سے پہلے سعی کر کے حلق بھی کروایا ہے، لہٰذا یہ دونوں ادا نہیں ہوئے ہیں۔

چنانچہ سعی نہ ہونے کے بارے میں امام ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی

متوفی۵۹۷ھ لکھتے ہیں:لَا یجوزُ السّعیُ قبلَ الطّوافِ؛ لأنّه شرعَ لکمالِ الطّوافِ، وأنّه تبع، فإنّ اللہَ تعالیٰ شرعَ السّعیَ عقیبَ الطّوافِ لَا قبلَه، فقولُه عزّوجلّ: {فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا} ذکرَ بحرفِ الفاءِ، وأنّها للتعقیبِ، فکانَ تبعاً، والتّبعُ لَا یتقدّمُ علَی المتبوعِ. وَ یجوزُ السّعیُ بعدَ أن یطوفَ الأکثرَ منَ الطّوافِ، لأنّه أتَی بالأکثرِ، وللأکثرِ حکمُ الکُلِّ۔[52]

یعنی،،طواف سے پہلے سعی جائز نہیں کیونکہ یہ طواف کی تکمیل کے واسطے مشروع ہوئی ہے اوراس لئے کہ سعی تابع ہے کیونکہ اللہ تعالٰی نے سعی کو طواف کے بعد مشروع فرمایاہے اس سے پہلے نہیں۔اللہ تعالٰی کاارشادہے:توجواس گھرکاحج یاعمرہ کرےاُس پرکچھ گناہ نہیں کہ وہ صفامروہ کے درمیان پھیرے کرے۔اس آیت میں حرفِ فاء کے ساتھ ذکرہےاوریہ تعقیب کے لئے ہے۔اس وجہ سے سعی تابع ہوئی،اورتابع متبوع پرمقدم نہیں ہوسکتا۔ہاں طواف کے اکثرپھیروں بعدسعی ہوجائے گی کہ اُس نے اکثرطواف کرلیاہےاوراکثرکاحکم کُل والاہوتاہے۔

اوریہی ظاہرالروایہ میں ہے۔چنانچہ امام محمدبن حسن شیبانی حنفی متوفی۱۸۹ھ لکھتے ہیں:لَا یجوزُ السّعيُ قبلَ الطّوافِ وَیجوز بَعد أن

52۔ المسالک فی المناسک،القسم الثانی فی بیان نسک الحج من فرائضہ إلخ،فصل فی الترتیب فیہ،۱/ ۴۷۲

يطوفَ الأكثَر منَ الطّوافِ۔[53]

یعنی، طواف سے پہلے سعی نہیں ہوتی اور اکثر طواف کے بعد ہو جاتی ہے۔

اور صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: سعی کے لیے شرط یہ ہے کہ پورے طواف یا طواف کے اکثر حصہ کے بعد ہو، لہٰذا اگر طواف سے پہلے یا طواف کے تین پھیرے کے بعد سعی کی تو نہ ہوئی۔[54]

اور حلق نہ ہونے کے بارے میں علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: شَرط وُقوعِ الحلقِ المُعتبرِ فِی حَقّ التّحلّلِ أن يكونَ بعدَ أكثرِ الطّواف فِی العُمرةِ ووُجوده قبلَ ذلكَ كعدمِهِ فِی حقّ التّحلّلِ۔[55] ملخّصًا

یعنی، عمرہ میں احرام سے باہر آنے کے حق میں معتبر حلق ادا ہونے کے لئے شرط ہے کہ اکثر طواف کے بعد ہو اور اس سے پہلے ہونا احرام سے باہر آنے کے حق میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: وقت صحت حلق در عمرہ پس ابتداء او بعد اتیان اکثر اشواط طواف عمرہ است پس اگر حلق کرد معتمر قبل از اکثر طواف معتبر نباشد

53۔ كتاب الأصل، كتاب المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة، ۲/ ۳٤۲

54۔ بہار شریعت، حج کا بیان، طواف و سعی صفا و مروہ و عمرہ کا بیان، ۱/ ۶/ ۱۱۰۹

55۔ مجامع المناسك، فصل فی الحلق ومكانه، ص ۲۷۵-۲۷۶

وحلال نشود از احرام۔[56] ملخّصًا

یعنی، عمرہ میں حلق کی صحت کا ابتدائی وقت طوافِ عمرہ کے اکثر چکر کرنے کے بعد ہے لہٰذا عمرہ کرنے والے نے اکثر طواف سے قبل حلق کروایا تو یہ معتبر نہ ہوگا اور نہ ہی وہ احرام سے نکلے گا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ مرحوم نے وقت سے پہلے حلق کروایا تھا اور یہ مُوجبِ دم ہے۔

چنانچہ امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ اور علامہ ناصر الدین ابوالقاسم محمد بن یوسف سمر قندی حنفی متوفی ۵۵۶ھ لکھتے ہیں: وإن حلقَ رُبعَ رَأسِهِ فصاعدًا فعَلَيهِ دمٌ۔[57]

یعنی، اگر کوئی اپنے سر کے چوتھائی یا زیادہ بال مونڈے تو اُس پر دم ہے۔

اور صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: سر یا داڑھی کے چہارم بال یا زیادہ کسی طرح دُور کیے تو دَم ہے اور کم میں صدقہ۔[58]

اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت، علامہ سیّد سلیمان اشرف بہاری متوفی ۱۳۵۸ھ (سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، ۲/۲۶۸، مطبوعہ: حزب القادریہ، لاہور، طباعت: ۱۴۲۶ھ) لکھتے ہیں: چوتھائی یا اس

56۔ حیات القلوب، باب ہشتم در مناسک منٰی، فصل ہشتم در بیان زمان حلق ومکان آن، ص۲۰۷-۲۰۸

57۔ مختصر القدوری، کتاب الحج، باب جنایات المحرم، ص۷۲
الفقہ النافع، کتاب الحج، باب الجنایات، ۲/ ٤٥٦

58۔ بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، ۱/۶/۱۱۷۰

سے زیادہ سر یا داڑھی کے بال کسی طرح سے بھی دور کیے تو قربانی واجب ہوئی اور چوتھائی سے کم میں صدقہ۔[59]

اور اگر مرحوم نے یہ حلق احرام سے نکلنے کی نیت سے کروایا تھا اور پھر اپنی معمول کی زندگی شروع کرکے احرام کی خلاف ورزیاں کی تھیں جیسے سلے ہوئے کپڑے پہنے، چہرہ چھپایا اور خوشبو لگائی وغیرہ، تو اُن کے ذمے تمام جُرموں کے عوض ایک دم واجب ہے۔ اور اگر مرحوم کی طرف سے احرام سے نکلنے کی نیت نہیں پائی گئی تھی تو اُن کے ذمے ہر ایک خلاف ورزی پر الگ الگ کفارہ واجب ہے۔

چنانچہ امام محمد بن حسن شیبانی حنفی اور ان کے حوالے سے علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: مُحرم بعمرةٍ رفض إحرامَه فأقامَ حَلالًا يصنعُ مَا يصنعُ الحلالُ فِي الجماعِ وَالصّيدِ والطّيبِ وغَيرِهِ، قالَ: عَليهِ أن يعودَ حرامًا كَما كانَ وعَليهِ دمٌ واحدٌ۔[60] [واللفظ للأوّل]

یعنی، کسی نے عمرے کا احرام چھوڑ دیا اور وہ کام کرنے لگا جو بغیر احرام والا کرتا ہے جیسے جماع کرنا، خوشبو لگانا اور شکار کرنا وغیرہ، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ احرام کی

59۔ الحج، حلق یعنی بال مونڈنا، ص۴۹۔۵۰

60۔ كتاب الأصل، كتاب المناسك، باب الجماع، ۲/ ۳۹٦

منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: ولهذا نص فى ظاهر الراوية إلخ، ۳/ ۲۷-۲۸

البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: أو أفسد حجه بجماع فى أحد السبيلين إلخ، ۳/ ۲۷، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى۱٤۱۸ھ-۱۹۹۷م

پابندیاں شروع کردے اور اُس پر ایک دَم واجب ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ان کے حوالے سے علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: اعلمْ أنّ المحرمَ إذا نَوى رفضَ الإحرامِ فجعلَ يصنعُ مَا يصنعهُ الحلالُ منْ لبسِ الثّيابِ والتّطيّبِ والحلقِ والجماعِ وقتلِ الصّيدِ فإنّه لَا يخرجُ بذلكَ منَ الإحرامِ؛ وعليهِ أن يعودَ كمَا كانَ محرمًا، ويجبُ دمٌ واحدٌ لجميعِ مَا ارتكبَ ولَو كُلّ المَحظوراتِ، وإنّما يَتعدّد الجزاءُ بتعدّدِ الجناياتِ إذَا لَم ينوِ الرّفضَ، ثُمّ نيةُ الرّفضِ إنّما تعتبرُ ممّن زعمَ أنّه خرجَ منهُ بهذَا القَصدِ لجهلِه مسألةَ عدمِ الخروجِ۔(61) [واللفظ للرّد ومنحة الخالق]

یعنی، تو جان لے کہ مُحرم جب احرام سے نکلنے کی نیت کرلے اور وہ کام شروع کردے جو غیر مُحرم کرتا ہے جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، حلق کروانا، جماع کرنا اور شکار کو قتل کرنا، تو وہ اس نیت سے کیفیتِ احرام سے باہر نہیں آئے گا اور اُس پر لازم ہو گا کہ جیسے پہلے مُحرم تھا، اُسی حالت پر واپس لوٹ آئے اور اُس پر تمام ممنوع اُمور کے ارتکاب کے عوض ایک ہی دم لازم ہو گا، اگرچہ اُس

61۔ لباب المناسك، باب في جزاء الجنايات وكفّاراتها إلخ، فصل في ارتكاب المحرم المحظور على نية رفض الإحرام، ص۲۵۳

رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: إلّا أن يقصد الرفض، ۳/ ٦٦٥

نے سارے ہی ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا ہو اور متعدد جنایات سے متعدد کفّارے اُس وقت لازم ہوتے جب احرام سے نکلنے کی نیت نہ کی ہو۔ پھر احرام سے نکلنے کی نیت اُسی کی معتبر ہے جو یہ گمان کرتا ہو کہ وہ اس قصد کے ذریعے احرام سے نکل جائے گا۔

اوراسی طرح مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی علیہ الرحمہ نے "حیات القلوب" میں لکھا ہے۔[62]

اور عام طور پر لوگ احرام سے نکلنے کی نیت سے ہی سر منڈواتے ہیں اور مرحوم کے عمل سے بھی بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے اور پھر اس کے خلاف پر ہمارے پاس دلیل بھی نہیں اور نہ ہی اب وہ زندہ ہیں کہ اُن سے نیت کے بارے میں پوچھا جا سکے، لہٰذا مرحوم پر مزید کفّاروں کے وجوب کا قول نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اور مرحوم پر طوافِ عمرہ کے اکثر چکر چھوڑنے اور وقت پر سعی و حلق نہ کرنے کی وجہ سے کوئی کفّارہ لازم نہیں ہوا ہے، ہاں اگر وہ زندہ ہوتے تو اُن پر واپس اُسی احرام کے ساتھ مکہ مکرمہ جا کر بقیہ طواف اور سعی وغیرہ کرکے عمرہ مکمل کرنا واجب ہوتا۔

چنانچہ علامہ علاء الدین ابو الحسن علی ابن بلبان فارسی حنفی متوفی ۷۳۹ھ

62۔ حیات القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل دھم در بیان کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۳

لکھتے ہیں:لَو ترکَ أکثرَ طوافِ العُمرۃِ أو کُلّہ، وسَعی بینَ الصّفا والمروۃِ، ورجعَ إلی أھلِہ، فھُو مُحرِمٌ أبدًا، ولَا یُجزئ عنہُ البدلُ، وعلیہِ أن یعودَ إلی مکّۃ بذلکَ الإحرامِ و یطوفُ لھَا أو یُکمِل الطّوافَ و یَسعی، وَلا مُعتبر بسَعیہ الأوّل قبلَ الطّوافِ۔[63] ملخصًا

یعنی، کسی نے کُل یا اکثر طوافِ عمرہ ترک کر دیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنے وطن لوٹ گیا تو وہ ہمیشہ حالتِ احرام ہی میں رہے گا اور اس کا بدل کافی نہیں ہو گا اور اُس پر لازم ہو گا کہ وہ اُسی احرام کے ساتھ مکہ مکرمہ لوٹے اور طوافِ عمرہ کرے یا طواف کی تکمیل کرے اور سعی بھی کرے اور طواف سے قبل کی جانے والی سعی معتبر نہیں ہو گی۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:(لَو ترکَ کلّہ أو أکثرَہ فعلیہِ أن یطوفَہ حتمًا) أی وُجوبًا أو فرضاً (ولا یجزئ عنہُ البدلُ أصلًا) لأنّہ رکنُ العمرۃِ۔[64]

یعنی، طوافِ عمرہ بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اور اس کا بدل کافی نہیں ہو گا کہ یہ عمرے کا رُکن ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: طوافِ عمرہ کا

63۔ عمدۃ السالک فی المناسک، الباب الرابع عشر :فی الجنایات، فصل فی ترک طواف العمرۃ إلخ، ص ۵۲۵

64۔ لباب المناسک و شرحہ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الجنایات وأنواعھا، النوع الخامس: الجنایات فی أفعال الحج، ص ۵۰۰

ایک پھیرا بھی ترک کرے گا تو دَم لازم ہو گا اور بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو کفّارہ نہیں بلکہ اُس کا ادا کرنا لازم ہے۔[65]

اور اگر میّت نے وصیّت کی ہو تو مرحوم کے تہائی مال سے کفّارے ادا کرنا واجب ہوں گے ورنہ نہیں۔

چنانچہ علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ اور علامہ سیّد محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں: (أمّا دينُ الله فإن أوصَى بهِ وجبَ تنفيذُه منْ ثلثِ الباقِ) أي: بعدَ دينِ العبادِ (وإلّا لا) أي: وإن لَم يوصِ لا يجبُ تنفيذُه ودَين الله كالزّكاةِ والحجّ والصّيامِ والنّذر والكفّاراتِ۔[66]

یعنی، میّت نے اگر اللہ تعالیٰ کا دَین ادا کرنے کی وصیّت کی ہو تو بندوں کا قرض ادا کرنے کے بعد باقی تہائی مال سے اسے نافذ کرنا واجب ہے ورنہ نہیں۔ اور اللہ کا دَین جیسے زکوۃ، حج، روزے، منّت اور کفّارے ہیں۔

اور علامہ عبد الحمید بن عبد الوہاب سباعی متوفی ۱۲۲۰ھ لکھتے ہیں: سُئِل: فيمَن ماتَ و تركَ تركةً، وعليهِ دينُ اللهِ تَعالىٰ؛ كزكاةٍ وحجّ، وصَلاة وكفّارة، فهَل يجبُ تنفيذُه من تركتِه أم لَا؟ أجابَ: إن أوصَى بهِ وجبَ تنفيذُه مِن ثلثِ مَا بقِي مِن تركتهِ بعدَ تجهيزهِ وديونِ العبادِ،

65۔ بہارِ شریعت، حج کا بیان، جُرم اور ان کفّارے کا بیان، ۱/ ۶/ ۱۱۷۶

66۔ الدر المختار و شرحه حاشية الطحطاوي، كتاب الفرائض، ٤/ ٣٦٧

وإن لَم یوصِ فَلا یجبُ تنفیذہُ۔[67]

یعنی، سوال کیا گیا کہ ایک شخص کا انتقال ہوا، اور اُس نے مال چھوڑا ہے اور اُس کے ذِمے اللہ تعالیٰ کا دَین جیسے زکوٰۃ، حج، نماز اور کفّارہ ہے تو کیا اس دَین کو اُس کے ترکہ سے ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دیا کہ اگر میّت نے اس کی وصیّت کی ہے تو کفن دفن کے اخراجات نکالنے اور بندوں کے قرض کی ادائیگی کے بعد باقی تہائی مال سے اسے نافذ کرنا واجب ہے ورنہ نہیں۔

اور مفتی محمد وقار الدین حنفی قادری متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں: اگر میّت نے کچھ نمازوں کے فدیہ کی وصیّت کی یا روزوں کے فدیہ کی یا کفّارہ کی یا حج بدل کی تو تمام چیزیں ادائیگی قرض کے بعد ایک تہائی مال سے ادا کی جائیں گی اور اگر بالغ وُرثاء اجازت دیں تو تہائی سے زیادہ مال سے بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔[68]

اور جیسا کہ ہم نے شروع میں لکھا کہ وصیّت نہ کرنے کی صورت میں مرحوم کے وُرثاء جبکہ سب کے سب بالغ اور موجود ہوں باہمی رضا سے ترکہ میں سے اور اگر سب کے سب بالغ نہ ہوں تو بالغ وُرثاء اپنے حصوں میں سے مرحوم کا کفّارہ ادا کرنا چاہیں تو ادا کر سکتے ہیں اور اس پر ثواب پائیں گے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: إنْ کانَ لَم یُوصِ لَا یؤخذُ ویسقطُ فِي حقّ أحکامِ الدّنیَا

67۔ الفتاوی الإقناعیۃ، کتاب الفرائض، ۹/ ۳۳۷

68۔ بہار شریعت، وراثت کا بیان، ۳/ ۲۰/ ۱۱۱۱

عندنَا كالزّكاةِ والنّذرِ، ولَو تبرّع عنهُ ورثتهُ، جازَ عنهُ۔[69]

یعنی، اگر میّت نے کفّارہ ادا کرنے کی وصیّت نہ کی ہو تو ترکہ سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ اور احناف کے نزدیک اُس سے دنیوی احکام میں وجوب ساقط ہو جائے گا جیسا کہ زکوۃ اور منّت کا یہی حکم ہے۔ اور اگر اُس کی طرف سے اس کے وُرثاء نے اپنی خوشی سے کفّارہ ادا کر دیا تو جائز ہو گا، البتہ اُن پر اس بارے میں کوئی جبر نہیں ہے۔

اور علامہ فرید الدین عالم بن علاء دہلوی حنفی متوفی ۷۸٦ھ اور علامہ نظام الدین الدین حنفی متوفی ۱۱٦۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: وفي فتاوَى الحُجّة وإن لَم يُوصِ لوَرثتِهِ وتبرّع بعضُ الورثةِ يجوزُ۔[70] [واللفظ للهندية]

یعنی، اور ''فتاوی حُجّہ'' میں ہے کہ اگر میّت نے کفّارہ ادا کرنے کی وصیّت نہیں کی اور بعض وُرثاء نے بطورِ تبرّع کفّارہ ادا کر دیا تو یہ بھی جائز ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: (ولَو لَم يُوصِ لم يجبْ فِي التّركةِ، ولَا علَى الورثةِ، ولَو تبرّع عنه الورثةُ جازَ) و يُرجَى نجاتُه (ولَا يصومونَ عنهُ) بَل يتبرّعونَ عنهُ بغيرِ الصّيامِ مِن

69۔ بدائع الصنائع، کتاب الکفّارات، فصل فی کیفیة الوجوب، ٦/ ٣٦٨

70۔ الفتاوی التّاتارخانیة، کتاب الصلاة، الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، ٢/ ٤٥٨

الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ١/ ١٢٥

ذَبحِ الهديِ أو إعطاءِ الطّعامِ-[71]

یعنی، اگر میّت نے کفّارہ ادا کرنے کی وصیّت نہ کی ہو تو ترکہ سے ادا کرنا واجب نہیں اور نہ ہی وُرثاء پر واجب ہے اور اگر اُس کی طرف سے وُرثاء نے بطورِ تبرّع ادا کفّارہ ادا کر دیا تو یہ جائز ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے نجات دے اور وُرثاء اس کی طرف سے کفّارے میں روزے نہ رکھیں بلکہ اس کی طرف سے بغیر روزوں کے تبرّع کریں یعنی قربانی کرکے یا کھانا کھلا کر۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۲۷/ رمضان المبارک، ۱٤٤٤ھ ۔ ۱۸/ ابریل، ۲۰۲۳م

بغیر شرط حج یا عمرہ کروں گا کہنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص کہے کہ میں دو سال بعد حج یا عمرہ کروں گا یا صرف یہ کہے کہ میں حج یا عمرہ کروں گا تو کیا اُس پر حج یا عمرہ فرض ہو جائے گا؟ (سائل: منیز، گارڈن ویسٹ، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں جو شخص اس طرح کہے کہ "میں دو سال بعد حج یا عمرہ کروں گا" یا کہے کہ "میں حج یا عمرہ کروں گا" اُس پر حج یا عمرہ لازم نہیں ہو گا کیونکہ سائل کا قول کسی شرط کے ساتھ معلّق نہیں ہے جو شرط کے پائے جانے کی صورت میں حج یا عمرہ لازم آئے۔

چنانچہ علّامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری حنفی متوفی ۵٤۲ھ اور علامہ نجم

71۔ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب في جزاء الجنايات وكفاراتها، ص ٥٤٢

الدین یوسف بن احمد خُوارزمی حنفی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں: رجلٌ قالَ: أنَا أحجّ، لَا حجّ علیهِ، ولَو قالَ: إن دخلتُ الدّار فأنَا أحجّ، یلزمهُ عندَ الشّرطِ-[72] ملخّصًا [واللفظ للبخاری]

یعنی، کسی نے کہا کہ میں حج کروں گا، اُس پر حج لازم نہیں ہوگا اور اگر یوں کہا کہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو حج کروں گا، اس پر گھر میں داخل ہونے سے حج لازم ہوگا۔

اور علامہ محمد بن شہاب ابن بزار کردری حنفی متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں: قَوله أنَا أحجّ لَا یلزمُ لهُ شیءٌ ولَو علّق وقَال إن دخلتُ الدّار فأنا أحجّ یلزمُ الحجّ-[73]

یعنی، کسی کے یوں کہنے سے کہ میں حج کروں گا اُس پر کچھ لازم نہیں ہوتا اور اگر یوں کہا کہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو حج کروں گا یعنی تعلیق کی، اُس پر گھر میں داخل ہونے سے حج لازم ہوگا۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (ولَو قالَ: إن دخلتُ) أی الدّار مثلاً (فأنَا أحجّ، یلزمهُ) أی عندَ وجودِ شَرطهِ (ولَو قَال: أنَا أحجّ) أی مِن غیرِ شرطٍ (لَا حجّ علیهِ)-[74]

72۔ خلاصۃ الفتاوی، کتاب الحج، الفصل الثانی فی نیۃ النّذر بالحج، ۱/ ۲۷۷

الفتاوی الصُّغریٰ، کتاب الحج، ۱/ ۱۳۳

73۔ الفتاوی البزازیۃ، کتاب الکفالۃ، نوع فی ألفاظہ، ۶/ ۳

74۔ لباب المناسک وشرحہ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب النّذر بالحج والعمرۃ، ص ۶۵۸

یعنی، اگر کسی نے کہا کہ اگر میں مثلاً گھر میں داخل ہوا تو حج کروں گا، اُس پر شرط پائے جانے کی صورت میں حج لازم ہو گا اور اگر یوں کہا کہ میں حج کروں گا یعنی بغیر شرط کے کہا تو اُس پر حج لازم نہیں ہو گا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعۃ، ۷/ شوال، ۱٤٤٤ھ-۲۷/ ابریل، ۲۰۲۳م

مکمل طوافِ عمرہ چھوڑنے اور غلط مسئلہ بتانے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت عمرے پر گئی تو اُسے ماہواری شروع ہو گئی، اُس نے کسی سے مسئلہ پوچھا تو اُنہوں نے جواباً یہ کہا کہ آپ طواف کے بجائے صرف سعی کر لیں تو یہ کافی ہو گا۔ اس لئے وہ عورت بغیر طواف کے اپنے وطن آ گئی، اب اُسے علم ہوا کہ مجھے غلط مسئلہ بتایا گیا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اُس عورت اور غلط مسئلہ بیان کرنے والے کے بارے میں کیا حکم شرع ہے؟ برائے کرم رہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (سائل: الطاف قادری، گارڈن ویسٹ، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں مذکورہ خاتون پر لازم ہے کہ وہ نئے احرام کی نیت کے بغیر مکہ مکرمہ واپس جائے کیونکہ وہ احرام میں ہی ہے اور وہ طواف و سعی اور قصر کر کے عمرہ مکمل کرے، اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو وہ بدستور احرام ہی میں رہے گی اور اس کا بدل کافی نہیں ہو گا۔

چنانچہ علامہ علاء الدین ابو الحسن علی ابن بلبان فارسی حنفی متوفی ۷۳۹ھ لکھتے ہیں: لَو ترکَ أکثرَ طوافِ العُمرةِ أو کُلّه، وسَعی بینَ الصّفا والمروةِ،

ورجعَ إلى أهلِه، فهُو مُحرِمٌ أبدًا، ولَا يُجزئ عنهُ البدلُ، وعليهِ أن يعودَ إلى مكّة بذلكَ الإحرامِ و يطوفُ لهَا أو يُكمِل الطّوافَ و يَسعى، وَلا مُعتبر بسَعيه الأوّل قبلَ الطّوافِ-[75] ملخصًا

یعنی، کسی نے کُل یا اکثر طوافِ عمرہ ترک کردیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرکے اپنے وطن لوٹ گیا تو وہ ہمیشہ حالتِ احرام ہی میں رہے گا اور اس کا بدل کافی نہیں ہوگا اور اُس پر لازم ہوگا کہ وہ اُسی احرام کے ساتھ مکہ مکرمہ لوٹے اور طوافِ عمرہ کرے یا طواف کی تکمیل کرے اور سعی بھی کرے اور طواف سے قبل کی جانے والی سعی معتبر نہیں ہوگی۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (لَو تركَ كلّه أو أكثرَه فعليهِ أن يطوفَه حتمًا) أي وُجوبًا أو فرضاً (ولا يجزئ عنهُ البدلُ أصلًا) لأنه ركنُ العمرةِ-[76]

یعنی، طوافِ عمرہ بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اور اس کا بدل کافی نہیں ہوگا کہ یہ عمرے کا رُکن ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: طوافِ عمرہ کا ایک پھیرا بھی ترک کرے گا تو دَم لازم ہوگا اور بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو

75۔ عمدة السالك في المناسك، الباب الرابع عشر: في الجنايات، فصل في ترك طواف العمرة إلخ، ص۵۲۵

76۔ لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، النوع الخامس: الجنايات في أفعال الحج، ص۵۰۰

کفارہ نہیں بلکہ اُس کا ادا کرنا لازم ہے۔ [77]

اور جس نے غلط مسئلہ بتایا، اگر قصداً یا بے علمی سے ایسا کیا تو وہ سخت گنہگار ہے اور اگر وہ مسئلہ جانتا تھا مگر بھول واقع ہو گئی اور اُس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ کی ہو تو وہ گنہگار نہیں

چنانچہ امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدیدہ کبیرہ ہے اگر قصداً ہے تو شریعت پر افتراء ہے اور شریعت پر افتراء اللہ عزوجل پر افترا ہے، اور اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ۔ [78]

وہ جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔

اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتویٰ دے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ أَفْتٰى بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْہُ مَلَائِکَۃُ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ۔ [79]

جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

ہاں اگر عالم سے اتفاقاً سہو واقع ہو اور اس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ

77۔ بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اوران کفارے کا بیان، ۱/۶/۱۱۷۶

78۔ یونس، ۱۰/۶۹

79۔ کنز العمّال، کتاب العلم، الباب الثانی فی آفات العلم ووعید من لم یعمل بعلمہ، برقم: ۲۹۰۱۴، ۵/۱۰/۸۴

کی اور غلط جواب صادر ہوا تو مواخذہ نہیں مگر فرض ہے کہ مطلع ہوتے ہی فوراً اپنی خطا ظاہر کرے، اس پر اصرار کرے تو پہلی شق یعنی افترا میں آجائے گا۔[80]

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة،٥/ ذو القعدة،١٤٤٤ھ۔٢٥/ مئی،٢٠٢٣م

سعی کے دو چکر ویل چیئر پر کرنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے سعی کے پانچ پھیرے پیدل کئے اور دو پھیرے اس نے تھکن کی وجہ سے ویل چیئر پر لگائے اور حلق کروالیا تو اب اُس پر کیا واجب ہے اگر کفارہ لازم ہے تو کیا ان دو چکروں کا پیدل اعادہ کرنے سے کفارہ معاف ہو جائے گا؟

(سائل: c/o مفتی شہزاد مدنی صاحب، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں تھکن عُذر شرعی نہیں ہے کہ جس کی بنا پر اُسے ویل چیئر وغیرہ پر سعی کی اجازت ہو، لہٰذا شخص مذکور پر توبہ اور دو صدقہ فطر واجب ہیں اور اگر وہ ان دو پھیروں کا اعادہ کرلیتا ہے اگرچہ گھر کے کپڑوں میں تو اُس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا اور یہ اس لئے کہ عذر نہ ہو تو مکمل سعی پیدل کرنا واجب ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ٥٨٧ھ

80۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، علم وتعلیم، ٢٣/ ٧١١۔ ٧١٢

لکھتے ہیں:السّعيُ بنَفسِهِ عندَ القُدرةِ علَى المشيِ، واجبٌ۔[81]

یعنی، جب چلنے کی قدرت ہو تو خود سعی کرنا واجب ہے۔

اور علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ لکھتے ہیں:(وَالمشيُ فيهِ) فِي السّعيِ (لِمَن ليسَ لهُ عذرٌ)۔[82]

یعنی، عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا واجب ہے۔

اس لئے سعی کے دو چکر بلاعذر پیدل نہ کرنے کی وجہ سے دو صدقہ فطر واجب ہیں۔

چنانچہ علامہ شمس الدین محمد ابن حاج حلبی حنفی متوفی ۸۷۹ھ[83] اور ان کے حوالے سے مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:يجبُ الدّم بالرّكوبِ فيهِ أو فِي أكثرِه لغَيرِ عذرٍ وفِي الأقلّ صدقَة لكلّ شوطٍ۔[84] [واللفظ للأوّل]

یعنی، بلاعذر سعی کے مکمل یا اکثر چکر سواری پر لگانے سے دَم اور کم میں ہر پھیرے کے بدلے میں صدقہ واجب ہوتا ہے۔

81۔ بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی رکن السعی، ۸۵/۳

82۔ تنویر الأبصار مع شرحہ الدر المختار، کتاب الحج، ص۱۵۷

83۔ کشف الظّنون، باب المیم، ٤/ ۳۹۹

84۔ منیة الناسك فی خلاصة المناسك، الباب الثالث فی دخول مکة والطواف والسعی، ص۱۸/ب

المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، النوع الخامس: الجنایات فی أفعال الحج، ص۵۰۳

اور عُذر شرعی مثلاً مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے پیدل چلنے پر قادر نہ ہونا ہے۔ چنانچہ امام ابوالفضل محمد بن محمد حاکم شہید حنفی متوفی ۳۴۴ھ لکھتے ہیں: وَإن طافَ راكبًا أو محمولًا فإن كانَ لعُذرٍ مِن مَرضٍ أو كِبرٍ لَم يَلزمهُ شيءٌ۔(85)

یعنی، اگر سواری پر یا اپنے آپ کو اٹھوا کر طواف کیا تو اگر یہ فعل کسی بیماری یا بڑھاپے کے سبب تھا تو اس پر کچھ کفّارہ نہیں۔

اور اعادہ سے کفّارہ ساقط ہو جائے گا۔ چنانچہ امام ابوالفتح عبدالرشید ابن عبدالرزاق ولوالجی حنفی متوفی ۵۴۰ھ اور ان کے حوالے سے علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ اور ان کے حوالے سے علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: ولَو أعادهُ بعدَ مَا حَلّ وجَامعَ لَم يَلزمهُ دمٌ؛ لِأنَّ السّعيَ غَيرُ مُؤقّتٍ فِي نَفسِه إنّمَا الشّرطُ أنْ يَأتِي بِه بعدَ الطّوافِ، وقَد وُجدَ.(86) [و اللّفظ للأوّل والثّاني]

یعنی، اگر احرام سے نکلنے اور جماع کرنے کے بعد بھی پیدل چل کر سعی

85۔ الكافي، كتاب المناسك، باب الطواف، ۲/۴/۵۰

86۔ الفتاوى الولوالجية، كتاب الحج، الفصل الرابع في الوصية بالحج وفيما يجب عليه بترك الطواف...إلخ، ۱/ ۲۹۴

البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: أو ترك السعي أو أفاض من عرفات ...إلخ، ۳/ ۴۰

رد المحتار، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: بلا عذر، ۳/ ۶۶۵.۶۶۶

کااعادہ کرلیاتودَم لازم نہیں ہو گا کیونکہ سعی بذاتِ خود غیر مؤقت ہے مگر یہ شرط ہے کہ سعی بعدِ طواف ہواور وہ پایا گیاہے۔

اور صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: سعی کے چار پھیرے یازیادہ بلا عذر چھوڑدیے یاسواری پر کیے تودَم دے اور حج ہو گیااور چار سے کم میں ہر پھیرے کے بدلے صدقہ اور اعادہ کرلیاتودَم وصدقہ ساقط اور عذر کے سبب ایسا ہواتو معاف ہے۔ یہی ہر واجب کا حکم ہے کہ عذرِ صحیح سے ترک کر سکتا ہے۔[87]

اوراب سعی کے لئے احرام واجب نہیں کہ وہ حلق کرواچکاہے۔

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:سعیُ العُمرة لَا يُشترطُ وجودُه بعدَ حلقِه، بَل يجبُ تحقّقهُ قبلَ حلقِه۔[88]

یعنی، عمرہ کی سعی جب حلق کروانے کے بعد کی جائے تواُس میں احرام شرط نہیں بلکہ حلق سے قبل سعی کرنے میں احرام واجب ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء،١٤/ رمضان المبارك،١٤٤٤ھ.٥/ ابریل،٢٠٢٣م

عورت کے لئے برقع اوراسکارف اُتارکر قصرکاحکم

الاِستفتاء: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں

87۔ بہارشریعت،حج کابیان،جرم اوران کے کفّارے کابیان، سعی میں غلطیاں،١/١١٧٧

88۔ المسلك التقسط فی المنسك المتوسط،باب الجنایات وأنواعها،النوع الخامس: الجنایات فی أفعال الحج،تحت قوله: یعود باحرام جدید،ص ٥٠٤

کہ میری بیوی اور میری ہمشیرہ عمرہ کے لئے گئیں، عمرہ کرنے کے بعد ہوٹل آگئیں اور اپنا اسکارف اور برقع وغیرہ اُتار کر اپنے بال کاٹے، سوال یہ ہے کہ کیا اسکارف اور برقع اتارنے کے بعد بال کاٹنا ٹھیک تھا اگر غلط ہے تو آیا اس کا دم دینا ضروری ہے یا کوئی اور صدقہ، میں واضح کروں کہ یہ کام غلطی سے ہوا ہے جس کا علم نہیں تھا بعد میں ہوا، یہ لوگ دوبارہ عمرہ ادا کرنے مسجدِ عائشہ گئے اور وہاں سے عمرہ کی نیت کی اور دوبارہ عمرہ ادا کیا لیکن جو سوال ہے کہ پہلے جو عمرہ کیا ہے اُس کا دم لازمی ہے یا نہیں، برائے کرم جواب عنایت فرمائیں تا کہ لازم ہونے کی صورت میں ہم اُس کا کفارہ ادا کر دیں اور یہ کفارہ کیا ہے اور کہاں ادا کرنا ہو گا؟

(سائل: فیاض احمد شیخ، بلدیہ ٹاؤن، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں دونوں پر کچھ واجب نہیں ہے کیونکہ تقصیر کے وقت عورت کا اسکارف اور برقع پہنے ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف یہ واجب ہے کہ وہ طوافِ عمرہ اور سعی کرکے سرزمینِ حرم پر تقصیر کروائے اور یہ مذکورہ صورت میں پایا گیا ہے، لہٰذا اُن پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوا۔

چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:
ابتداء وقت واجب برائے حلق در عمرہ بعد فراغ از سعی عمرہ است۔[89]

89۔ حیات القلوب، باب ہشتم در مناسک منیٰ، فصل ہشتم در بیان زمان حلق ومکان، ص ۲۰۷

یعنی، عمرہ میں حلق کا وجوبی وقت سعی سے فراغت کے بعد ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں: و اما مکان حلق پس بدانکه واجب است در حلق حج و عمره که واقع گردد حلق در حرم و وقوع حلق در منی سنت است۔[90]

یعنی، حج و عمرہ دونوں میں حلق و قصر حدودِ حرم میں ہونا واجب ہے اور حج میں حلق و قصر منیٰ میں ہونا سنّت ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱۱/ ذو القعدة، ۱٤٤٤ھ۔ ۳۰/ مئی، ۲۰۲۳م

عمرے میں سعی کے ایک چکر بعد حلق کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عمرے کی سعی کا ایک چکر لگا کر حلق کروالیا تو اُن پر کیا لازم ہو گا؟

(سائل: مولانا راشد مدنی، موسیٰ لین، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں اُن پر دم اور توبہ واجب ہے اور سعی کے بقیہ چھ چکر ادا کرنے بھی لازم ہیں۔

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: یجبُ أن لَا یحلّ بحلقٍ أو تقصیرٍ حتّی یَسعی بینَهما فإنّه لَو خالفَه یجبُ عَلیه دَم ولَا یسقطُ عنهُ السعیُ اتفاقاً۔[91]

90۔ حیات القلوب، باب ہشتم در مناسک منی، فصل ہشتم دربیان زمان حلق و مکان، ص ۲۰۸

91۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب السعی بین الصفا و المروة، فصل فی شرائط

=

یعنی، عمرہ کرنے والے کے لئے واجب ہے کہ وہ حلق یا تقصیر کے ذریعے احرام سے باہر نہ آئے یہاں تک کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرلے پس اگر کسی نے اس کے خلاف کیا تو اُس پر دم واجب ہو گا اور حلق اُس سے سعی کو بالاتفاق ساقط نہیں کرے گا۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: ابتداء وقت واجب برائے حلق در عمرہ بعد فراغ از سعی عمرہ است پس اگر حلق کرد بعد الطواف قبل السعی لازم آید دم بروے بسبب ترك واجب۔[92]

یعنی، عمرہ میں حلق کا وجوبی وقت سعی سے فراغت کے بعد ہے پس اگر کسی نے طواف کے بعد سعی سے پہلے حلق کیا تو اُس پر ترکِ واجب کے سبب دم واجب ہو گا۔

اور اگر وہ چھوڑے ہوئے سعی کے چھ چکر ادا نہیں کرتا تو سعی چونکہ واجب ہے اس لئے ترکِ واجب کا دوسرا دم لازم ہو گا۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۱۷/ شعبان المعظم، ۱٤٤٤ھ۔ ۱۷/ مارچ، ۲۰۲۳م

سعی کے چھ چکر بعد حلق اور ایک چکر ترک کا حکم

=
صحة السعی، تحت قوله: نعم، ص۲٤۸

92۔ حیات القلوب، باب ہشتم در مناسک منیٰ، فصل ہشتم در بیان زمان حلق ومکان، ص۲۰۷۔۲۰۸

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے مروہ سے سعی شروع کرکے سات چکر لگائے اور پھر حلق کروالیا، اب وہ اپنے وطن آچکا ہے تو اُن پر کیا لازم ہے اور کیا سات چکر پورے کرنے سے پہلے حلق کروانے کا الگ کفّارہ بھی لازم ہے؟

(سائل: معرفت علامہ حافظ محمد رضوان صاحب، کھارادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں ایک صدقہ لازم ہے کیونکہ مروہ سے سعی شروع کرنے کے سبب اُن کا پہلا چکر شمار نہ ہوا، لہٰذا سعی کے چھ پھیرے ادا ہوئے اور ایک پھیرا ترک ہوا۔

چنانچہ امام محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: وإن بَدأ بالمروةِ وختمَ بالصَّفا حتّى فرغَ أعادَ شوطًا واحدًا لأنّ الّذي بَدأ فيهِ بالمروةِ ثمّ أقبلَ منهَا إلَى الصَّفا لَا يعتدّ بِهِ۔[93]

یعنی، اگر سعی کو مروہ سے شروع کیا اور صفا پر ختم کیا یہاں تک کہ فارغ ہو گیا تو ایک چکر کا اعادہ کرے (یعنی صفا سے مروہ تک ایک چکر لگائے) کیونکہ وہ چکر کہ جس میں وہ مروہ سے شروع ہوا اور صفا کو آیا وہ سعی میں شمار نہیں ہو گا۔

اور امام برہان الدین ابو المعالی محمود ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ٦١٦ھ اور ان کے حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ١١٦١ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت

93۔ کتاب الأصل، کتاب المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة، ٢/٣٤٢

نے لکھاہے:لَو سَعی منکوسًا بأن بدأ بالمروةِ فمِن أصحابنَا مَن یقول یُعتدّ بِهِ ولکنْ یکرهُ، والصّحیحُ أنّه لَا یُعتدّ بالشَوطِ الأوّلِ۔ (94) [واللفظ للأوّل]

یعنی، جب کوئی شخص الٹی سعی کرے بایں طور پر کہ مروہ سے سعی شروع کرے تو بعض فقہائے احناف فرماتے ہیں کہ پہلا چکر شمار ہوگا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ پہلا چکر شمار نہیں ہوگا۔

اور صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: اگر مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا پھیرا کہ مروہ سے صفا کو ہوا شمار نہ کیا جائے گا، اب کہ صفا سے مروہ کو جائے گا یہ پہلا پھیرا ہوا۔(95)

اس لئے شخص مذکور پر ایک صدقہ واجب ہے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: إنّ ترکَ أقلّه صحّ سعیُه وعلیهِ صدقةٌ لترکِ مَا بقیَ) أی بعددِ کلّ شوطٍ متروکٍ صدقةً۔(96)

یعنی، اگر کوئی سعی کے اقل چکر چھوڑے تو اس کی سعی درست ہوگی اور اُس

94۔ الذخیرة البرهانیة، کتاب الحج، الفصل الرابع: فی الطواف والسعی، ۱۵۸/۳
الفتاوی الهندیة، کتاب المناسك، الباب الخامس فی کیفیة أداء الحج، ۲۲۷/۱

95۔ بہار شریعت، حج کا بیان، طواف وسعی صفا و مروہ و عمرہ کا بیان، ۱/۶/۱۱۰۹

96۔ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب السعی بین الصفا والمروة، فصل فی واجبات السعی، ص۲۵۲

پر باقی چکر یعنی ہر چھوڑے ہوئے چکر کی تعداد کے مطابق ایک ایک صدقہ واجب ہو گا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں: سعی کے چار پھیرے یا زیادہ بلا عذر چھوڑ دیے یا سواری پر کیے تو دَم دے اور حج ہو گیا اور چار سے کم میں ہر پھیرے کے بدلے صدقہ اور اعادہ کر لیا تو دَم و صدقہ ساقط اور عذر کے سبب ایسا ہوا تو معاف ہے۔ یہی ہر واجب کا حکم ہے کہ عذرِ صحیح سے ترک کر سکتا ہے۔[97]

اور للأكثر حكم الكلّ (یعنی اکثر کے لئے کُل والا حکم ہوتا ہے) کی وجہ سے مذکور شخص کی سعی درست ہو گئی، اسی لئے فقہائے کرام نے اکثر طواف بعد سعی کو جائز لکھا ہے ورنہ طواف سے قبل سعی شمار نہیں ہوتی ہے۔

چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: لَا يجوزُ السّعيُ قبلَ الطّوافِ؛ لأنّه شرعَ لكمالِ الطّوافِ، وأنّه تبع، فإنّ اللهَ تعالىٰ شرعَ السّعيَ عقيبَ الطّوافِ لَا قبلَه، فقولُه عزّوجلّ: {فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا} ذكرَ بحرفِ الفاءِ، وأنّها للتعقيبِ، فكانَ تبعاً، والتّبعُ لَا يتقدّم علَى المتبوعِ. وَ يجوزُ السّعيُ بعدَ أن يطوفَ الأكثرَ منَ الطّوافِ، لأنّه أتَى بالأكثرِ، وللأكثرِ حكمُ الكلِّ۔[98]

97۔ بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، سعی میں غلطیاں، ۱/۱۱۷۷

98۔ المسالك فی المناسك، القسم الثانی فی بیان نسك الحج من فرائضه إلخ، فصل فی الترتيب فيه، ۱/ ٤٧٢

یعنی،، طواف سے پہلے سعی جائز نہیں کیونکہ یہ طواف کو کامل کرنے کے لئے مشروع ہے اور اس لئے کہ سعی تابع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سعی کو طواف کے بعد مشروع فرمایا ہے نہ کہ اس سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اُس پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ صفامروہ کے درمیان پھیرے کرے۔ اس آیت میں حرفِ فاء کے ساتھ ذکر ہے اور یہ تعقیب کے لئے ہے۔ اس وجہ سے سعی تابع ہوئی، اور تابع متبوع پر مقدم نہیں ہو سکتا۔ ہاں طواف کے اکثر پھیروں بعد سعی ہو جائے گی کہ اُس نے اکثر طواف کر لیا ہے اور اکثر کے لئے کُل کا حکم ہے۔

اور اسی لئے فقہائے کرام نے یہ بھی لکھا کہ اکثر طواف بعد حلق جائز ہے یعنی سر منڈوانے والا احرام سے باہر ہو جائے گا۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: (أكثرُه وهوَ أربعةٌ منهَا) أي لكونه هو الركن (ككلّه فِي حقّ التّحلّلِ) أي فِي حقّ صحّةِ تحلّلِه و خُروجه عنْ إحرامهِ بحَلقٍ أو تقصيرٍ، إلّا أنّه يحرمُ عليهِ التّحلّل قبلَ إتيانِ السّعيِ بكمالهِ۔[99]

یعنی، طوافِ عمرہ کے اکثر یعنی چار چکر فرض ہیں اور یہ احرام سے باہر آنے کی صحت کے حق میں کُل کی مثل ہیں اور اس کا احرام سے نکلنا حلق یا تقصیر کے ذریعے ہو گا مگر یہ کہ عمرہ کرنے والے پر سعی مکمل کرنے سے پہلے احرام سے باہر

99۔ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب العمرة، صفة العمرة إجمالاً، ص ٦٥٥

آنا حرام ہے۔

اسی لئے اُن پر سعی کے اکثر چکر بعد حلق کروانے کا الگ کفّارہ دینالازم نہیں ہے سوائے ایک صدقہ کے کیونکہ جب طواف کے اکثر چکر کا حکم کُل کی طرح ہے تو پھر سعی کے اکثر چکر کا حکم بدرجہ اَولیٰ کُل کی مثل ہو گا کہ سعی کی بنسبت طواف زیادہ قوی ہے کیونکہ طواف، فرض کو اور سعی واجب کو مکمل کرنے والا ہے۔

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:فِی الطّوافِ والسّعی أنّ الأوّل تکمیلٌ للفرضِ، والثّانی تکمیلٌ للواجبِ، والأوّل أقوی والثّانی أدنی۔[100]

یعنی، طواف وسعی دونوں میں پہلا فرض اور دوسرا واجب کی تکمیل کرنے والا ہے اور طواف اقویٰ اور سعی ادنیٰ ہے۔

اور اس لئے کہ طواف کے لئے طہارت واجب ہے جبکہ سعی کے لئے مستحب ہے۔

چنانچہ علامہ حسن بن عمّار شرنبلالی حنفی متوفی۱۰۶۹ھ اور علامہ سیّد محمد ابو سعود حسینی حنفی متوفی۱۱۷۲ھ لکھتے ہیں:وضوءٌ (واجبٌ للطّوافِ بالکعبةِ) لقولِهِ علیهِ السّلام: الطَّوَافُ حَوْلَ الکَعْبَةِ، مِثْلُ الصَّلَاةِ، إلَّا أنَّکُمْ تَتَکَلَّمُوْنَ فِیْهِ، فَمَنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ، فَلَا یَتَکَلَّمَنَّ إلَّا بِخَیْرٍ. ولمّا لم یکنْ صلاة حقیقَة لَم یتوقّف صحتُه علَی الطّهارةِ فإذَا طافَ مُحدثاً

100۔المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط،باب السعی بین الصفا والمروۃ،فصل فی واجبات السعی،ص۲۵۳

صحّ، ولزمَه دمٌ فِي الواجبِ، وصدقةٌ فِي التّطوّع-[101] [واللفظ للأوّل]

یعنی، طواف کے لئے وضوواجب ہے کیونکہ حضورعلیہ السلام کافرمان ہے:بیت اللہ کے گردطواف نمازکی مثل ہے،فرق یہ کہ تم اس میں کلام کرتےہوتوجوکلام کرے خیرکے سواہرگزکوئی بات نہ کہے۔[102] اورجب طواف حقیقت میں نمازنہیں تواس کی صحت طہارت پرموقوف نہیں ہے،لہٰذا بےوضو کا طواف صحیح ہوجائے گااوراُس پرواجب طواف میں دم اورنفلی طواف میں صدقہ واجب ہوگا۔

اورعلامہ شرنبلالی حنفی اورعلامہ سیّدمحمدابوسعودحنفی آگے لکھتے ہیں: وُضوء (مندوبٌ للسّعيِ بينَ الصّفا والمَروةِ) لإقامةِ عبادةِ السّعيِ بالطّهارةِ وشرفِ المكانينِ-[103] [واللفظ للأوّل]

یعنی،صفامروہ کےمابین سعی کےواسطےوضومستحب ہےتاکہ عبادتِ سعی کاقیام طہارت کےساتھ ہواوردونوں جگہوں کی عظمت کی وجہ سے۔

اورطوافِ کےاکثرچکرفرض اوربقیہ واجب ہیں۔

چنانچہ علامہ عبدالغنی میدانی حنفی متوفی۱۲۹۸ھ لکھتے ہیں:وأكثرُ الطّوافِ

101۔إمداد الفتّاح،کتاب الطهارة،فصل فی أقسام الوضوء،ص۸۸
ضوء المصباح شرح نور الإيضاح،کتاب الطهارة،فصل فی أقسام الوضوء،ق۲۹/ الف

102۔سُنن التّرمذی،کتاب الحج،باب ما جاء فی الکلام فی الطواف،برقم:۹۶/۲،۹۶۰

103۔إمداد الفتّاح،کتاب الطهارة،فصل فی أقسام الوضوء،ص۸۸-۹۰
ضوء المصباح شرح نور الإيضاح،کتاب الطهارة،فصل فی أقسام الوضوء،ق۲۹/ ب

رکنٌ، وغیرهمَا واجبٌ۔[104]

یعنی، طوافِ عمرہ کے اکثر چکر فرض اوران کے علاوہ واجب ہیں۔

جبکہ سعی کے تمام ہی چکر واجب ہیں۔

چنانچہ علّامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: وَجمیعُ السّبعةِ الأشواطِ واجبٌ لَا الأکثرُ فقطْ فإنّهم قالُوا فِي بابِ الجنایاتِ لَو ترکَ أکثرَ الأشواطِ لزمهُ دمٌ وإن ترکَ الأقلّ لزمهُ صدقةٌ فدلّ علَی وجوبِ الکُلّ إذ لَو کانَ الواجبُ الأکثرَ لمْ یلزمهُ فِي الأقلّ شيءٌ۔[105]

یعنی، سعی کے ساتوں پھیرے واجب ہیں نہ کہ فقط اکثر، کیونکہ فقہائے کرام نے باب الجنایات میں کہاہے کہ اگر کسی نے سعی کے اکثر چکر چھوڑے تو اُس پر دم واجب ہے اور اگر اقل چکر چھوڑے تو اُس پر صدقہ واجب ہے تو یہ تمام چکر کے وجوب پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر اکثر چکر واجب ہوتے تو اقل چکر چھوڑنے پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔

لہٰذا دلائل کی رُو سے یہ اَمر ثابت ہو گیا کہ سعی کی بنسبت طواف زیادہ قوی ہے۔

104۔اللباب في شرح الکتاب، کتاب الحج، باب الفوات، ۱/ ۱/ ۱۹۳

105۔البحر الرائق، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ثم أخرج إلی الصفا إلخ، ۲/ ۵۸۲

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس،۱۸/ ذو القعدۃ،۱۴۴۴ھ۔۷/ جون،۲۰۲۳م

دانتوں سے ناخن کاٹنے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص احرام میں دانتوں سے ناخن کاٹے تو کیا اُس پر کفّارہ لازم ہو گا؟

(سائل: کامران مدنی، جامعۃ المدینہ کنز الایمان، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں کفّارہ لازم ہو گا کیونکہ دانتوں سے ناخن کاٹنے کا وہی حکم ہے جو ناخن تراش وغیرہ سے کاٹنے کا ہے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: چاقو اور ناخن گیر (نَیل کٹر) سے تراشا اور دانت سے کھٹکنا سب کا ایک حکم ہے۔(106)

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعۃ،۱۲/ ذو القعدۃ،۱۴۴۴ھ۔۱/ جون،۲۰۲۳م

106۔ بہارِ شریعت، حج کا بیان، جُرم اور اُن کے کفّارے کا بیان، ناخن کترنا، ۱/ ۱۱۷۲

ماخذومراجع

(١)القرآن الکریم،کلام اللہ عزّوجلّ

(٢)إمداد الفتّاح شرح نور الإیضاح للعلّامة أبی الإخلاص حسن بن عمّار الشّرنبلالی الحنفی(ت ١٠٦٩ھ)،مطبوعة:دار إحیاء التّراث العربی، بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢١ھ-٢٠٠١م

(٣)بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع لعلاء الدّین أبی بکر بن مسعود الحنفی (ت٥٨٧ھ)،مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤١٨ ھ -١٩٩٧م

(٤)بدایة المبتدی مع شرحه الهدایة للإمام برهان الدّین أبی الحسن علی بن أبی بکر الفرغانی المرغینانی (ت٥٩٣ھ)، مطبوعة:دار الأرقم،بیروت

(٥)البحر الرائق شرح کنز الدّقائق للعلّامة الشیخ زین الدّین بن إبراهیم بن محمّد المعروف بابن نجیم المصری الحنفی (ت٩٧٠ھ)،مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤١٨ھ-١٩٩٧م

(٦)بهار شریعت لصدر الشریعة محمد أمجد علی الأعظمی الحنفی (ت١٣٦٧ھ)،مطبوعه:مکتبة المدینه،کراتشی،الطبعة السادسة :١٤٣٥ھ-٢٠١٤م

(٧)تفسیر ابن أبی حاتم الرّازی المسمّی التفسیر بالمأثور للإمام الحافظ شیخ الإسلام عبد الرحمن بن أبی حاتم محمد بن إدریس التمیمی الحنظلی الرّازی (ت٣٢٧ھ)،مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ -٢٠٠٦م

(٨)تلقیح العقول فی فروق المنقول للعلّامة شمس الدین احمد بن عبد اللہ بن ابراهیم المحبوبی البخاری الحنفی(ت٦٣٠ھ)،مطبوعة:کتب خانه رشیدیه، پشاور

(٩)تبیین الحقائق شرح کنز الدّقائق للإمام فخر الدّین عثمان بن علی الزّیلعی الحنفی(ت٧٤٣ھ)،مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ-٢٠٠٠م

(١٠)تنویر الأبصار للعلامة علاء الدّین محمّد بن علی بن محمّد بن علی الحصکفی الحنفی(ت ١٠٠٤ھ)،مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٣ھ-٢٠٠٢م

(١١)حیاة القلوب فی زیارة المحبوب للمخدوم محمّد هاشم التتوی النّقشبندی القادری الحنفی(ت١١٧٤ھ)، مطبوعة:إدارة المعارف، کراتشی ١٣٩١ھ

(١٢)حاشیة الطّحطاوی عل الدّر المختار للعلّامة أحمد بن محمّد بن اسماعیل الطحطاوی الحنفی (ت١٢٤١ھ)، مطبوعة:دار المعرفة، بیروت، ١٣٩٥ھ-١٩٧٥م

(١٣)الحج للعلّامة السیّد سلیمان اشرف البهاری (ت١٣٥٨ھ)، مطبوعة:قطبِ مدینه بیلشرز،کراتشی

(١٤)خلاصة الفتاوی للعلّامة طاهر بن عبد الرشید البخاری الحنفی (ت٥٤٢ھ)،مطبوعة:المکتبة الرشیدیة،کوئٹة

(١٥)الدّرّ المختار شرح تنویر الأبصار للعلامة علاء الدّین محمّد بن علی بن محمّد بن علی الحصکفی الحنفی(ت ١٠٨٨ھ)،مطبوعة:دار الکتب العلمیة، بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٣ھ-٢٠٠٢م

(١٦)الذّخیرة البرهانیة للإمام العلّامة برهان الدین أبی المعالی محمود بن أحمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازة المرغینانی البخاری(ت٦١٦ھ)،مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٤٠ھ-٢٠١٩م

(١٧)ردّ المحتار على الدرّ المختار للعلّامة السيّد محمّد أمين إبن عابدين الحنفى (ت١٢٥٢ھ)،مطبوعة:دار المعرفة، بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤٢٠ ھ-٢٠٠٠م
(١٨)زاد الفقهاء للعلامة أبي المعالى بهاء الدين محمد بن احمد الحنفى (ت٥٩١ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤٤٢ھ-٢٠٢٠م
(١٩)السير الكبير للإمام الحافظ أبي عبد الله محمّد بن الحسن الشيبانى الحنفى(ت١٨٩ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤١٧ ھ-١٩٩٧م
(٢٠)سُنن الترمذى للإمام أبي عيسىٰ محمد بن عيسىٰ الترمذى (ت٢٧٩ھ)، مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤٢١ھ-٢٠٠٠م
(٢١)شرح مختصر الكرخى للعلامة أبي الحسن أحمد بن محمد القدورى الحنفى(ت٤٢٨ھ)،مطبوعة:مكتبة الإمام الذهبى، الكويت،الطبعة الأولىٰ ١٤٤٣ھ-٢٠٢٢م
(٢٢)شرح مجمع البحرين للإمام مظفر الدين أبي العباس أحمد بن على البغدادى الحنفى(ت٦٩٤ھ)،مطبوعة:دار الفلاح،الطبعة الأولىٰ ١٤٣٧ھ - ٢٠١٦م
(٢٣)صحيح البخارى للإمام أبي عبد الله محمّد بن إسماعيل البُخارى (ت٢٥٦ھ)، مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،١٤٢٠ھ - ١٩٩٩م
(٢٤)صحيح مسلم للإمام مسلم بن الحجاج القشيرى النيسابورى (ت٢٦١ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت
(٢٥)ضوء المصباح شرح نور الإيضاح للعلّامة السّيد محمد أبي سعود المصرى الحنفى(ت١١٧٢ھ)،مخطوط مصوّر

(٢٦)عيون المسائل للإمام أبي اللّيث نصر بن محمد بن إبراهيم السمرقندى الحنفى(ت٣٧٥ھ)،مطبوعة:مكتبه حقّانيه،كوئٹة،الطبعة الأولى١٤١٩ھ-١٩٩٨م

(٢٧)العناية للإمام العلّامة الشّيخ أكمل الدين محمد بن محمد بن محمود البابرتى الحنفى(ت٧٨٦ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٨ھ-٢٠٠٧م

(٢٨)عُمدة السّالك فى المناسك للإمام المحدّث الفقيه ابن بلبان الفارسى الأمير أبى الحسن علاء الدّين على بن ابن بلبان الفارسى المصرى الحنفى(ت٧٣٩ھ)، مطبوعة: دار اللُّباب،اسطنبول،الطبعة الأولىٰ١٤٣٨ھ-٢٠١٧م

(٢٩)العطايا النّبويّة فى الفتاوىٰ الرّضويّة للإمام أحمد رضا خان الحنفى (١٣٤٠ھ)،مطبوعة:رضا فاؤنڈيشن،لاهور

(٣٠)الفتاوى الولوالجية للعلّامة ظهير الدين الولوالجى الحنفى(ت بعد سنة٥٤٠ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤٢٤ھ-٢٠٠٣م

(٣١)الفقه النافع للعلّامة ناصر الدين أبى القاسم محمد بن يوسف السمرقندى الحنفى(ت٥٥٦ھ)،مطبوعة:مكتبة العبيكان،الرياض،الطبعة الأولىٰ١٤٢١ھ-٢٠٠٠م

(٣٢)فتاوى قاضيخان على هامش الهندية للإمام حسن بن منصور الأوزجندى الحنفى(ت٥٩٢ھ)،مطبوعة:المكتبة الحقانية،بشاور

(٣٣)الفتاوى السراجية للعلّامة سراج الدين على بن عثمان الأوسى الحنفى(ت٥٦٩ھ)،مطبوعة:مير محمد كتب خانه،كراتشى

(٣٤)الفتاوى الصُّغرىٰ للإمام العلّامة نجم الدين يوسف بن أحمد بن أبى بكر الخاصى الخوارزمى الحنفى(ت٦٢٠ھ)،مطبوعة:دار الرّياحين،بيروت

(٣٥)الفتاوى البزازية على هامش الهندية للعلّامة محمد بن شهاب ابن بزار كردرى الحنفى(ت٨٢٦ھ)،مطبوعة:المكتبة الحقانية،بشاور

(٣٦)الفتاوى التتارخانية للعلّامة عالم بن العلاء الحنفى(ت٧٨٦ھ)، مطبوعة:مكتبة فاروقية،كوئٹه

(٣٧)فتح القدير شرح الهداية للإمام كمال الدّين محمّد بن عبد الواحد الحنفى(ت٨٦١ھ)،مطبوعة:دار إحياء التّراث العربي،بيروت

(٣٨)الفتاوى الهندية للعلّامة نظام الدّين الحنفى وجماعة من عُلماء الهند (ت١١٦١ھ)،مطبوعة:دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ - ١٩٧٣م

(٣٩)الفتاوى الإقناعيّة على مذهب الإمام أبى حنيفة النّعمان للعلّامة عبد الحميد بن عبد الوهّاب السّباعىّ الحِمصىّ(ت١٢٢٠ھ)،مطبوعة:مكتبۂ عمريۃ،كوئٹۃ

(٤٠)كتاب الأصل للإمام الحافظ أبى عبد الله محمّد بن الحسن الشيبانى الحنفى (ت١٨٩ھ)،مطبوعة:عالم الكتب،بيروت، الطبعة الأولى١٤١٠ھ-١٩٩٠م

(٤١)الكافى للحاكم الشهيد مع شرحه المبسوط للإمام أبى الفضل محمد بن محمد بن أحمد المروزى الحنفى(ت٣٤٤ھ)،مطبوعة:مكتبه رشيديه،كوئٹۃ

(٤٢)كتاب المبسوط للإمام شمس الدين أبى بكر محمد السّرخسى الحنفى (ت٤٩٠ھ)،مطبوعة:دار الفكر،بيروت، الطبعة الأولى١٤٢١ھ-٢٠٠٠م

(٤٣)الكفاية فى شرح الهداية للإمام جلال الدّين بن شمس الدّين الكرلانى الخوارزمىّ الحنفى(ت٧٦٧ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولى١٤٤١ھ-٢٠١٩م

(٤٤)كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال للعلّامة علاء الدين على المتقى بن حسام الدين الهندى(ت٩٧٥ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤ھ-٢٠٠٤م

(٤٥)كشف الظّنون للعلّامة المولىٰ مصطفى بن عبد الله القسطنطنى الرّومى الحنفى الشهير بالملّا كاتب الجلبيّ والمعروف بحاجى خليفة(ت١٠٦٧ه)،مطبوعة:دار الفكر،بيروت، ١٤١٩ه-١٩٩٩م

(٤٦)كنز الإيمان للإمام أحمد رضا خان الحنفى(١٣٤٠ه)

(٤٧)لباب المناسك للعلّامة الفقيه المحدّث الشيخ رحمة الله السندى الحنفى(ت٩٩٣ه)،مطبوعة :دار قرطبة، بيروت،الطبعة الثانية فى بيروت عام١٤٢١ه

(٤٨)اللباب فى شرح الكتاب للإمام عبد الغنى بن طالب الحنفى(ت١٢٩٨ه)،مطبوعة:دار الكتاب العربى،بيروت،١٤٢٥ه-٢٠٠٤م

(٤٩)مختصر الطحاوى للإمام أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوى الحنفى(ت٣٢١ه)،مطبوعة:دار إحياء العلوم،بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤٠٦ه-١٩٨٦م

(٥٠)مختصر القدورى للعلامة أبى الحسن أحمد بن محمد القدورى الحنفى (ت٤٢٨ه)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ه -١٩٩٧م

(٥١)المحيط الرضوى للإمام العلّامة الفقيه رضى الدين وبرهان الإسلام محمد بن محمد الحنفى الرخسى(ت٥٧١ه)،مطبوعة:دار الكتب،بشاور

(٥٢)المسالك فى المناسك للإمام منصور محمد بن مكرم بن شعبان الكرمانى الحنفى(ت٥٩٧ه)،مطبوعة:دار البشائر الإسلامية،بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ه-٢٠٠٣م

(٥٣)منية الناسك فى خلاصة المناسك للعلّامة شمس الدين محمد ابن حاج الحلبى الحنفى(ت٨٧٩ه)،مخطوط مصوّر

(٥٤)مواهب الرحمٰن فى مذهب أبى حنيفة النّعمان للإمام برهان الدين أبى إسحاق إبراهيم بن موسىٰ الطرابلسى(ت٩٢٢ھ)،مطبوعة:كتاب ناشرون، بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤٣٩ھ-٢٠١٨م

(٥٥)مجامع المناسك للعلّامة الفقيه المحدّث الشيخ رحمة الله السندى الحنفى(ت٩٩٣ھ)،مطبوعة:مدرسه إسلاميّة نقشبندية،افغانستان

(٥٦)المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط للإمام العلّامة نور الدّين على بن محمّد بن سلطان المشهور بالملّا على القارى الهروى الحنفى(ت١٠١٤ھ)، مطبوعة:المكتبة الإمدادية،مكة المكرّمة، الطبعة الأولىٰ١٤٣٠ھ-٢٠٠٩م

(٥٧)منحة الخالق على البحرالرّائق للعلّامة سيّد محمّد أمين إبن عابدين الحنفى(ت١٢٥٢ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨ھ-١٩٩٧م

(٥٨)وقار الفتاوىٰ للعلّامة المفتى محمد وقار الدين الحنفى (ت١٤١٣ھ)، مطبوعة:بزم وقار الدين،كراتشى،الطبعة الخامسة٢٠٠٦م

(٥٩)الهداية شرح بداية المبتدى للإمام برهان الدّين أبى الحسن على بن أبى بكر الفرغانى المرغينانى(ت٥٩٣ھ)، مطبوعة:دار الأرقم،بيروت

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنزالایمان

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے